23

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۵ جون ۱۹۵۹ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مساجد میں نماز کا ثواب

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِيْ بَيْتِهٖ بِصَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهٗ فِيْ مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ صَلٰوةً وَصَلٰوتُهٗ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ يُجَمَّعُ فِيْهِ بِخَمْسِ مِائَةِ صَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهٗ فِي الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ صَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهٗ فِيْ مَسْجِدِيْ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ صَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهٗ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ اَلْفِ صَلٰوةٍ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ۔ انس بن مالک کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آدمی کی نماز اپنے گھر میں ایک ہی نماز کے برابر اور قبیلہ یا محلہ کی مسجد میں پچیس نمازوں کے برابر اور اس مسجد میں جہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے سو نمازوں کے برابر اور مسجد اقصیٰ بیت المقدس پچاس ہزار نمازوں کے برابر اور میری اس مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر اور مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے

ایک واقعہ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَمِيْصَةٍ لَهَا اَعْلَامٌ فَنَظَرَ اِلٰى اَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اذْهَبُوْا بِخَمِيْصَتِيْ هٰذِهٖ اِلٰى اَبِيْ جَهْمٍ وَائْتُوْنِيْ بِاَنْبِجَانِيَّةِ اَبِيْ جَهْمٍ فَاِنَّهَا اَلْهَتْنِيْ اٰنِفًا عَنْ صَلٰوتِيْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ كُنْتُ اَنْظُرُ اِلٰى عَلَمِهَا وَاَنَا فِي الصَّلٰوةِ فَاَخَافُ اَنْ يَّفْتِنَنِيْ۔

ترجمہ۔ عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی چادر میں نماز پڑھی۔ جس کے کنارے دوسرے رنگ کے تھے یا کناروں پر دوسرا کام کیا ہوا تھا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اس چادر کو ابی جہم (تاجر) کے حوالے کر کے اس سے انبجانیہ کی چادر لے آؤ۔ اس چادر نے مجھ کو نماز سے باز رکھا۔ یعنی حضور قلب نصیب نہیں ہوا

اور بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں نماز کے اندر اسکے نقش ونگار کو دیکھتا تھا۔ اور اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں نماز خراب نہ ہو جائے

ازار لٹکا کر نماز پڑھنے کی ممانعت

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّيْ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْهَبْ فَتَوَضَّاْ فَذَهَبَ وَتَوَضَّاَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ اَمَرْتَهٗ اَنْ يَّتَوَضَّاَ قَالَ اِنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ صَلٰوةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ اِزَارَهٗ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص اپنی ازار کو لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا۔ کہ آپؐ نے فرمایا اس سے جا اور وضو کر۔ وہ چلا گیا اور پھر حاضر ہو کر عرض کیا۔ آپؐ نے کس لئے مجھ کو وضو کرنے کا حکم دیا۔ آپؐ نے فرمایا جو شخص آزار لٹکا کر نماز پڑھے۔ اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

حضورؐ کا نیزہ کھڑا کر کے نماز پڑھنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْدُوْ اِلَى الْمُصَلّٰى وَالْعَنَزَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ تُحْمَلُ وَتُنْصَبُ بِالْمُصَلّٰى بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دن کے اوّل حصہ میں عیدگاہ تشریف لے جاتے۔ آپ کے سامنے ایک نیزہ بردار ہوتا۔ اور جب عیدگاہ پہنچتے تو نیزہ آپ کے سامنے کھڑا کیا جاتا۔ اور آپ اس کی طرف نماز پڑھتے۔

عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْاَبْطَحِ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ اَدَمٍ وَرَاَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ وَضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُوْنَ ذٰلِكَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يُصِبْ مِنْهُ اَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهٖ ثُمَّ رَاَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ عَنَزَةً فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مُشَمِّرًا صَلّٰى اِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَرَاَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّوْنَ بَيْنَ يَدَيِ الْعَنَزَةِ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابوجحیفہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے میں دیکھا۔ آپ مقام بطحا میں ایک سرخ چمڑے کے خیمے میں تھے اور بلال کو دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی لائے۔ لوگوں نے اس پانی کو دوڑ دوڑ کر لیا۔ جس کو مل گیا۔ اس نے چہرے پر مل لیا اور جس کو نہ ملا۔ اس نے دوسروں کی ہاتھ کی تری سے فائدہ اٹھایا۔ پھر میں نے دیکھا کہ بلال نے ایک جھنڈا گاڑا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرخ لباس میں جس کے اندر دھاریاں تھیں۔ تشریف لائے اور نیزہ کی طرف کھڑے ہو کر لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی اور میں نے دیکھا کہ آدمی اور جانور نیزہ کے اس طرف گزر رہے تھے

اونٹ کو سامنے بٹھا کر نماز پڑھنا

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَرِّضُ رَاحِلَتَهٗ فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ الْبُخَارِيُّ قُلْتُ اَفَرَاَيْتَ اِذَا هَبَّتِ الرِّكَابُ قَالَ كَانَ يَاْخُذُ الرَّحْلَ فَيُعَدِّلُهٗ فَيُصَلِّيْ اِلٰى اٰخِرَتِهٖ

ترجمہ۔ نافع بن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری کے اونٹ کو بٹھا لیتے اور اس کی طرف نماز پڑھ لیتے۔ (بخاری ومسلم) نافع کہتے ہیں۔ میں نے ابن عمر سے پوچھا جب اونٹ چرنے چلے جاتے تھے۔ تو آپ کیا کرتے تھے۔ یعنی کس چیز کا سترہ بناتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ کجاوہ کو درست کر کے رکھ لیتے۔ اور اس کی طرف نماز پڑھ لیتے (یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مورخہ ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۵ جون ۱۹۵۹ء | شمارہ ۲۴

آئین کمیشن کی تشکیل

حال ہی میں صدر مملکت نے ایک اعلان میں بتایا ہے کہ اس سال کے آخر تک آئین کمیشن مقرر کر دیا جائے گا۔ ہم اس اعلان کا خیر مقدم کرتے ہوئے آج کی صحبت میں آئین کمیشن کی تشکیل کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

ہند و پاکستان کے مسلمانوں نے پاکستان کا مطالبہ اس لئے کیا تھا کہ وہ ہندوؤں سے ایک علیحدہ قوم ہیں۔ اور ان کو اپنے تمدن کلچر اور تہذیب کے فروغ دینے کے لئے ایک علیحدہ خطۂ زمین کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پاکستان کا آئین کتاب و سنت کی روشنی میں تیار کیا جائے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ ہماری نئی حکومت کو اس بنیادی نظریئے سے پوری طرح اتفاق ہوگا دوسری قابلِ غور چیز یہ ہے۔ کہ آئین کمیشن میں کتاب و سنت کے ماہرین کو پوری نمائندگی دی جائے۔ بیشک حکومت یورپ اور امریکہ کے ماہرین آئین سازی کی خدمات مستعار لے اور پاکستان کے بہترین وکلاء کو بھی اس کمیشن کا رکن مقرر کیا جائے۔ لیکن کتاب و سنت کی روشنی میں آئین تیار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ علماء کرام کی خدمات حاصل کی جائیں۔ ہماری نئی حکومت نے اب تک جتنے کمیشن مقرر کئے ہیں۔ ان سب میں ضرورت کے مطابق ماہرین کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ زرعی کمیشن کے لئے زمین کے متعلق تجربہ کو ضروری قرار دیا گیا۔ تعلیمی کمیشن کے لئے ماہرین تعلیم کو منتخب کیا گیا اسی طرح آئین کے لئے علماء کرام کو آئین کمیشن کا رکن بنانا ضروری ہے۔ تیسری قابل غور چیز یہ ہے۔ کہ قرار داد مقاصد کو بنیاد بنا کر آئین کی تیاری کا کام شروع کیا جائے۔ قرار داد مقاصد سے قطع نظر کر کے اگر آئین تیار کیا گیا تو وہ پاکستان کے بنیادی نظریئے سے غداری کے مترادف ہوگا اور عوام اس کو ہرگز قبول نہ کریں گے۔

منسوخ شدہ آئین میں اکثر اچھی دفعات بھی تھیں۔ نظر ثانی کے بعد اگر اُن سے استفادہ کر لیا جائے تو یہ ایک مستحسن اقدام ہوگا۔ آخر میں ہم امید کرتے ہیں۔ کہ مجوزہ آئین میں اسلامی اقدار کا پورا پورا لحاظ رکھا جائے گا۔ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ ان دنوں اسلامی اقدار کو جس بے دردی سے پامال کیا جا رہا ہے۔ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ پاکستان بننے کے بعد سود خوری، شراب خوری سینما بینی، جوا بازی۔ ریس۔ اغواء۔ فحاشی اور بدکاری کے اڈے نہ صرف موجود ہیں۔ بلکہ ان کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ نئے آئین میں مذکورہ بالا تمام برائیوں کو حکماً روک دیا جائے اور ان کے پھیلنے پھولنے کے چور دروازوں کو بھی مضبوطی سے بند کر دیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہو اور اسلام کے اس مثالی گہوارہ کے لئے خدا تعالےٰ کی رحمت کے ارضی و سماوی دروازے کھل جائیں۔

قرار داد مقاصد اور اقلیتیں

کچھ دن ہوئے ایک انگریزی روزنامہ میں ایک پاکستانی عیسائی کی چٹھی شائع ہوئی تھی۔ جس میں انہوں نے اپنی بدذوقی کے باعث قرار داد مقاصد کے خلاف خوب زہر افشانی کی تھی۔ یہ ظاہر ہے کہ پاکستان میں اقلیتیں آزادی کے ساتھ زندگی بسر کر رہی ہیں۔ بلکہ دیندار مسلمانوں کو تو اپنی حکومت سے یہ گلہ ہے کہ اس نے عیسائی مشنریوں کو ارتداد کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے اور وہ مسلمان کے ایمان پر دن دہاڑے ڈاکے ڈال رہے ہیں۔ ان مشنریوں کی طرف سے کہیں سکول اور کالج جاری ہیں اور کہیں خدمت خلق کے تحت مسیحی شفاخانے۔ وہسپتال جاری ہیں۔ عیسائیت کی تبلیغ کیلئے مفت لٹریچر تقسیم کیا جا رہا ہے۔ اس پر بھی اگر عیسائیوں کو قرار داد مقاصد پر اعتراض ہے تو یہ ان کی انتہائی احسان فراموشی کا ثبوت ہے۔ ہمارے ہمسایہ ملک میں اقلیتوں پر جس قسم کے مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔ وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں۔ وہاں اقلیتوں کی جان مال عزت اور آبرو خطرے میں ہے۔ تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں کہ بھوپال۔ مبارک پور اور مینڈ مرحی کے فسادات میں مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ ان کی جائداد تباہ کی گئی اور ستم بالائے ستم یہ کہ انہیں کو پابجولاں کر کے مقدمات بھی ان پر چلائے جا رہے ہیں۔

بھارت کے علاوہ جنوبی افریقہ میں گوروں کی طرف سے کالوں پر جو ظلم ہو رہے ہیں۔ وہ بھی محتاج بیان نہیں۔ خود لندن میں کالوں کو نہایت بے دردی سے قتل کیا جا رہا ہے۔

ہم اس آئینہ میں پاکستانی اقلیتوں کو اپنا چہرہ دیکھنے کی دعوت دیتے ہیں اس پر بھی اگر انکو پاکستان کے خلاف کوئی شکایت ہے تو یہ ان کی کم ظرفی کی دلیل ہے۔

ذیل میں ہم قرار داد مقاصد کا وہ حصہ ہدیہ قارئین کر رہے ہیں۔ جس میں اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کا ذمہ لیا گیا ہے تاکہ قارئین اقلیتوں کی شکایات کے متعلق خود فیصلہ کر سکیں کہ وہ جائز ہیں یا ناجائز

جس (دستور) کی رو سے اس امر کا واقعی انتظام کیا جائے کہ اقلیتیں آزادی کے ساتھ اپنے مذہب پر عقیدہ رکھ سکیں اور اس پر عمل کر سکیں اور اپنی ثقافت کو ترقی دے سکیں ❖

از قلم عبد الرحیم جاوید الٰہ آبادی

اگر کوئی فدائے سیّدِ ابرار ہو جائے — یقیناً دینِ حق کا وہ علمبردار ہو جائے

میسّر سرورِ عالم کا گر دیدار ہو جائے — ہمارا قلبِ مضطر مخزنِ اسرار ہو جائے

تری نگہ کرم جس پر پڑے محبوب یزدانی — کوئی فاروقؓ کوئی حیدرِ کرار ہو جائے

کسی کے دل میں ہو جو شمعِ عشقِ مصطفےٰ روشن — وہ گم کردہ رہوں کا قافلہ سالار ہو جائے

یقیناً جلوۂ حق دیکھ لے وہ شیشۂ دل میں — مئے عشقِ نبیؐ سے گر کوئی سرشار ہو جائے

سلاطینِ زمانہ اس کے قدموں پہ جھکیں آ کر — اگر کوئی گدائے احمدِ مختار ہو جائے

اگر اے مسلمِ برگشتہ تھامے دامنِ احمدؐ — یقیں ہے پھر تری برقِ خودی بیدار ہو جائے

اگر ہو زندگی عشقِ محمدؐ میں بسر تیری
قسم حق کی ترا جاوید بیڑا پار ہو جائے

نعت شریف

از قلم اختر بزمی بہاول پوری

اللہ رے یہ شوکت و عظمت رسولؐ کی — اوجِ فلک پہ پہنچی ہے رفعت رسولؐ کی

آنکھوں میں کھچ کے آئی ہے صورت رسولؐ کی — دل میں سما گئی ہے محبت رسولؐ کی

منکر خدا کا ہے جو ہے منکر رسولؐ کا — قرآن دے رہا ہے شہادت رسولؐ کی

کونین اُس کے ہو گئے جو اُن کا ہو گیا — حاصلِ دو جہاں ہے محبت رسولؐ کی

فیضِ جنابِ رحمتِ باری تو دیکھئے — جائے گی پہلے خُلد میں اُمّت رسولؐ کی

خیر الامم قرآن میں جس کو خدا کہے — وُہ کون ہے؟ وہ دیکھو ہے اُمّت رسولؐ کی

اختر کو فکر آتشِ دوزخ ہو کس لئے — محشر میں جبکہ ہو گی شفاعت رسولؐ کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۹ مئی ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد

(۱) دنیا کی گذشتہ تاریخ بتلاتی ہے کہ ہمیشہ دو جماعتیں رہی ہیں

(۲) حزب اللہ اور حزب الشیطن

(۳) حزب الشیطن کی جماعت ہمیشہ اکثریت میں رہی ہے اور اس جماعت نے ہمیشہ دنیا میں مار کھائی ہے

تینوں دعووں کے متعلق شہادتیں

پہلی

وَ اُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّہٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِکَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝ وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّہُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ وَیَصْنَعُ الْفُلْکَ ۟ وَ کُلَّمَا مَرَّ عَلَیْہِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِہٖ سَخِرُوْا مِنْہُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْکُمْ کَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ یَّاْتِیْہِ عَذَابٌ یُّخْزِیْہِ وَ یَحِلُّ عَلَیْہِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِیْہَا مِنْ کُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَ اَہْلَکَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْہِ الْقَوْلُ وَ مَنْ اٰمَنَ ؕ وَ مَاۤ اٰمَنَ مَعَہٗۤ اِلَّا قَلِیْلٌ ۝ وَقَالَ ارْکَبُوْا فِیْہَا بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖىہَا وَمُرْسٰىہَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَہِیَ تَجْرِیْ بِہِمْ فِیْ مَوْجٍ کَالْجِبَالِ ۟ وَ نَادٰی نُوْحُ ابْنَہٗ وَکَانَ فِیْ مَعْزِلٍ یّٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا وَلَا تَکُنْ مَّعَ الْکٰفِرِیْنَ ۝ قَالَ سَاٰوِیْۤ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَیْنَہُمَا الْمَوْجُ فَکَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ۝ (سورہ ھود۔ ع ۴۔ پ ۱۲)

ترجمہ۔ اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ تیری قوم میں سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ مگر جو لا چکا۔ پھر غم نہ کر ان کاموں پر جو کر رہے ہیں۔ اور ہمارے روبرو اور ہمارے حکم سے کشتی بنا اور ظالموں کے حق میں مجھ سے کوئی بات نہ کر بیشک وہ غرق کئے جائیں گے۔ اور وہ کشتی بناتے تھے اور جب اس کی قوم کے سردار اس پر گذرتے۔ اس سے ہنسی کرتے۔ کہتے۔ اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ہنسیں گے جیسے تم ہنستے ہو۔ تمہیں جلدی معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب آتا ہے۔ جو اسے رسوا کرے گا۔ اور کس پر دائمی عذاب اُترتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم پہنچا۔ اور تنور سے جوش مارا۔ ہم نے کہا۔ کشتی میں ہر قسم کا جوڑا نر مادہ چڑھا لے اور اپنے گھر والوں کو۔ مگر وہ جن کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے۔ اور سب ایمان لانے والوں کو اور اس کے ساتھ ایمان تو بہت کم لائے تھے۔ اور کہا اس میں سوار ہو جاؤ۔ اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ کے نام سے ہے۔ بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔ اور وہ انہیں پہاڑ جیسی لہروں میں لیے جا رہی تھی۔ اور نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پکارا۔ جبکہ وہ کنارے پر تھا۔ اے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا۔ اور کافروں کے ساتھ نہ رہ۔ کہا میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہوں جو مجھے پانی سے بچا لے گا۔ کہا آج اللہ کے حکم سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر وہی رحم کرے۔ اور دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی پھر وہ ڈوبنے والوں میں ہو گیا۔

تینوں چیزوں کا ثبوت

خطبے کے عنوان میں جو تین چیزیں عرض کی گئی تھیں۔ مذکورۃ الصدر آیتوں میں تینوں چیزوں کا ثبوت ملاحظہ ہو۔ (گزشتہ آیتوں کے ترجمہ میں مندرجہ ذیل فقرے ملاحظہ ہوں)

(۱) "اب کوئی ایمان نہیں لائے گا مگر جو لا چکا" (ان دونوں فقروں سے معلوم ہوا کہ نوح علیہ السلام کی تبلیغ کے بعد جماعتیں دو ہو گئی تھیں) (۲) دوسری یہ بات ہے کہ ایمان لانے والے حزب اللہ (اللہ کی جماعت) اور ایمان نہ لانے والے (حزب الشیطن کہلائیں گے) (۳) اور دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی۔ پھر وہ ڈوبنے والوں میں سے ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نوح علیہ السلام کی مخالفت کرنے والی جماعت جو حزب الشیطن تھی اسے غرق کر دیا گیا۔

ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار

دوسری

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاہُمْ ہُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖۤ اِنَّا لَنَرٰىکَ فِیْ سَفَاہَۃٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاہَۃٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَکُمْ ذِکْرٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْکُمْ لِیُنْذِرَکُمْ وَاذْکُرُوْٓا اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَکُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْطَةً فَاذْکُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ اَتُجَادِلُوْنَنِیْ فِیْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ۝ فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَمَا کَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پ ۸)

ترجمہ۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا ڈرتے نہیں۔ اس کی قوم کے کافر سردار بولے۔ ہم تو تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ فرمایا۔ اے میری قوم میں بیوقوف نہیں ہوں لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور میں تمہارا امانتدار خیر خواہ ہوں۔ کیا تمہیں تعجب ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی۔ تاکہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو جبکہ تمہیں قوم نوح کے بعد جانشین بنایا اور ڈیل ڈول میں تمہیں پھیلاؤ زیادہ دیا۔ سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔ انہوں نے کہا۔ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم ایک اللہ کی بندگی کریں۔ اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے ہیں چھوڑ دیں۔ پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے وہ لے آ اگر تو سچا ہے۔ فرمایا تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غصہ واقع ہو چکا۔ مجھ سے ان ناموں پر کیوں جھگڑتے ہو۔ جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کئے ہیں اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری سو انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے ان کی جڑ کاٹ دی۔ اور وہ مومن نہیں تھے۔

ہود علیہ السلام کی قوم میں بھی ۲ دو جماعتیں تھیں

ایک وہ جو آپ پر ایمان لے آئی تھی وہ حزب اللہ کی تھی۔ دوسری وہ جن کو اللہ تعالےٰ نے ظالم کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ وہ حزب الشیطٰن تھی۔ اور اکثریت ہود علیہ السلام کو نبی نہ ماننے والوں کی تھی۔ چنانچہ ایک آیت کا ترجمہ دوبارہ ملاحظہ ہو۔ جو آپ پہلے ابھی سُن چکے ہیں۔ "اس کی قوم کے کافر سردار بولے۔ ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں" پھر اس دوسری حزب الشیطٰن والی جماعت پر عذاب الٰہی نازل ہوا ہے۔ آیات کے پیش کردہ ترجمہ میں سے ان فقروں کو غور سے پڑھیئے۔ "فرمایا تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غصہ واقع ہو چکا" پھر اس بدبخت قوم کی اکثریت پر

جو عذاب الٰہی آیا۔ وہ ملاحظہ ہو

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِکُوْا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَیْهِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّثَمٰنِیَةَ اَیَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَی الْقَوْمَ فِیْهَا صَرْعٰی کَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَةٍ ۝ فَهَلْ تَرٰی لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِیَةٍ (سورۃ الحاقہ رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ اور لیکن قوم عاد۔ سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی (اگر تو موجود ہوتا تو) اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا کہ گویا کہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ سو کیا تمہیں ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے۔

اے پاکستان کا مغرور اور بے دین طبقہ

گذشتہ سطور کو غور سے اور آنکھیں کھول کر پڑھ۔ کیا قوم عاد کی طرح تو اللہ تعالےٰ کے فرمان واجب الاذعان جس کا نام ہے۔ قرآن اس کے پہنچانے والے اور اس کی طرف دعوت دینے والے علماء دین کو قوم عاد کی طرح بیوقوف نہیں کہتا؟ اور ان کی توہین اور ان پر مذاق نہیں کرتا؟

کیا ان علماء کرام کی توہین

کا یہ باعث ہے کہ وہ تم سے تمہاری تنخواہ میں حصہ مانگتے ہیں؟ یا تمہاری کوٹھیوں کا کوئی حصہ اپنی رہائش کے لئے مانگتے ہیں؟ یا تمہیں آوارہ مزاج اور بیہودہ گو انسانوں کی طرح گالیاں دیتے ہیں؟ ہرگز نہیں

ان علماء کرام کا فقط قصور یہ ہے

کہ وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے فرمان واجب الاذعان قرآن کو اپنانے کے لئے دعوت دیتے ہیں کہ تمہارا ظاہر اور تمہارا باطن اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق ہو اور تمہاری نشست و برخاست اور تمہارے معاملات قرآن مجید اور قرآن مجید کی اس تشریح کے مطابق ہوں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔

کیا علماء دین کا اس کے سوا

اور کوئی قصور ہے۔ اے ناعاقبت اندیش نوجوان پھر سوچ لے کیا اس دور میں پھر وہی سماں نظر نہیں آ رہا جو ہود علیہ السلام اور اس کی قوم کے وقت کا تھا۔ اور کیا پھر اس خدا تعالیٰ حی اور قیوم کے پیغام کے نہ ماننے اور پیغام حق پہنچانے والوں کے متعلق وہی فیصلہ ہونا ممکن نہیں ہے جو ہودؑ اور اس کی مخالف جماعت کے حق میں ہوا تھا۔

اے اللہ تعالیٰ کے دین کی ظاہراً اور باطناً

مخالفت کرنے والے نوجوان اللہ سے ڈر۔ اگر تو اس دین الٰہی پر عمل نہیں کرنا چاہتا تو کم از کم دین الٰہی کی توہین تو نہ کر۔ اسی میں تمہارا بھلا ہے اور اسی میں تمہاری خیر ہے۔

دعا

اے میرے اللہ میرے دور کے نوجوان کو دوست

اور دشمن ۔ خیر خواہ اور بدخواہ میں تمیز کرنے کی توفیق عطا فرما۔

تیسری

وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝ فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ ۝ سورۃ الاعراف ع ۱۰ پ ۸

* ترجمہ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ سو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اُسے بُری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا۔ اور یاد کرو جبکہ تمہیں عاد کے بعد جانشین بنایا۔ اور تمہیں زمین میں جگہ دی کہ نرم زمین میں محل بناتے ہو اور پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو سو اللہ کے احسان یاد کرو اور زمین میں فساد مت مچاتے پھرو اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا جو ایمان لا چکے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ صالح کو اس کے رب نے بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو وہ لے کر آیا ہے ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ متکبروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے۔ ہم اسے نہیں مانتے۔ پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے۔ اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی۔ اور کہا اے صالح۔ لے آ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا اگر تو رسول ہے۔ بس انہیں زلزلے نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ پھر صالح ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمایا۔ اے میری قوم۔ میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا۔ اور تمہاری خیر خواہی کی۔ لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔

صالح علیہ السّلام کی قوم میں بھی دو جماعتیں تھیں

سطور بالا میں یہ الفاظ ملاحظہ ہوں۔ اس قوم کے متکبروں سرداروں نے غریبوں سے کہا جو ایمان لا چکے تھے۔ "پھر انہیں زلزلے نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔"

آج کل بھی دو قسمیں ہیں

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ البتہ حضور انور کی اُمت میں ایسے اللہ تعالیٰ کے بندے دنیا میں ضرور پیدا ہوتے رہے ہیں اور قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو اپنی اپنی قوم کو ہر ملک میں قرآن مجید کا علم حاصل کرنے اور اس کو اپنا دستور العمل بنانے کی طرف دعوت دیں گے۔ اس دعوت کے بعد دو جماعتیں ہو جاتی ہیں۔ اکثر غریب طبقہ سے تعلق رکھنے والے قرآن مجید کی تابعداری کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ اور دولت کے نشہ میں مخمور ہونے والے پہلی قوموں کے متکبروں کی طرح دعوت دینے والے علماء کرام کو بیوقوف کہہ کر اور زمانہ کے حالات سے ناآشنا کہہ کر خوش ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنے طریق کار پر نظر ثانی کرنی چاہیئے ورنہ ان کے حق میں بھی نتیجہ وہی نکلیگا جو پہلے لوگوں کے حق میں انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کرنے پر نکلا تھا۔ وما علینا الا البلاغ۔

چوتھی

وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِیْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِیْۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ یُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰی یَحْكُمَ اللّٰهُ بَیْنَنَا ۚ وَهُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْیَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِیْنَ ۝ قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا یَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ فِیْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَی اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ ۝ وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۱ پ ۸ و ۹)

ترجمہ اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل پہنچ چکی ہے۔ سو ماپ اور تول کو پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم ایماندار ہو اور سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو اور اللہ کی راہ سے روکو اور اس میں ٹیڑھ پن تلاش کرو

اور اس حالت کو یاد کرو جبکہ تم تھوڑے
تھے - پھر اللہ نے تمہیں زیادہ کر
دیا - اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا
انجام کیا ہوا ہے - اور اگر تم میں سے
ایک جماعت اس پر ایمان لے آئی
ہے جو میرے ذریعہ سے بھیجا گیا ہے
اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی -
پس صبر کرو - جب تک اللہ ہمارے
درمیان فیصلہ کرے اور وہ سب سے
بہتر فیصلہ کرنے والا ہے - اس کی
قوم کے متکبر سرداروں نے کہا -
اے شعیب ہم تجھے اور انہیں جو
تجھ پر ایمان لائے ہیں اپنے شہر سے
ضرور نکال دیں گے - یا یہ کہ تم ہمارے
دین میں واپس آ جاؤ - فرمایا - کیا اگرچہ
ہم اس دین کو ناپسند کرنے والے
ہوں - ہم تو اللہ پر بہتان باندھنے
والے ہو جائیں - اگر ہم تمہارے مذہب
میں واپس آئیں - بعد اس کے کہ اللہ
نے ہمیں اس سے نجات دی ہے -
ہمیں یہ حق نہیں کہ تمہارے دین
میں لوٹ کر آئیں - مگر یہ کہ اللہ
چاہے جو ہمارا رب ہے - ہمارے رب
کا علم ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے -
ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں - اے
رب ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان
حق کے مطابق فیصلہ کر دے اور تو
بہتر فیصلہ کرنے والا ہے - اس کی
قوم میں سے جو کافر سردار تھے انہوں
نے کہا - اگر تم شعیب ؑ کی تابعداری کروگے
تو بیشک نقصان اٹھاؤ گے - پھر انہیں
زلزلہ نے آ پکڑا - پھر وہ صبح کو اپنے
گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے
رہ گئے -

تینوں چیزیں ملاحظہ ہوں

اس قوم میں بھی گزشتہ ہلاک شدہ
قوموں کے نقشہ کے مطابق تینوں
چیزیں ملاحظہ ہوں - حضرت شعیب ؑ
کی دعوت کے بعد قوم کے دو حصے
ہو گئے - ایک حصہ ایمان لانے والا -
اور دوسرا ایمان نہ لانے والا - ایمان
لانے والا حصہ کمزور ہے - اور نہ لانے
والے زبردست معلوم ہوتے ہیں - گزشتہ
سطور میں جو ترجمہ کیا گیا ہے - اس
ترجمہ میں سے مندرجہ ذیل فقرے پڑھیئے
"اس کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا
اے شعیب ؑ ہم تجھے اور انہیں جو تجھ
پر ایمان لائے ہیں - اپنے شہر سے
ضرور نکال دیں گے - یا یہ کہ تم ہمارے
دین میں واپس آ جاؤ"

اکثریت پر عذاب الٰہی کا آنا

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب
عثمانی ؒ ان لوگوں کے عذاب کے متعلق
تحریر فرماتے ہیں - متعدد آیات کے
جمع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان پر
ظُلّہ، صیحہ، رجفہ تینوں طرح کے عذاب
آئے - یعنی اوّل بادل نے سایہ کر لیا -
جس میں آگ کے شعلے اور چنگاریاں
تھیں - پھر آسمان سے سخت ہولناک
اور جگر پاش آواز ہوئی اور نیچے سے زلزلہ
آیا (ابن کثیر) انہوں نے شعیب ؑ اور
ان کے ہمراہیوں کو بستی سے نکالنے کی
دھمکی دی تھی - سو وہ ہی نہ رہے - نہ
ان کی بستیاں رہیں اور وہ جو کہتے تھے
کہ شعیب علیہ السلام کے اتباع کرنے والے
خراب ہوں گے سو خود ہی خراب اور
خائب و خاسر ہو کر رہے -

بحکم الٰہی شہرہ آفاق ہونے والے

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے برباد ہونے
والوں کے چند واقعات قارئین کرام سن
چکے ہیں - اب قرآن مجید میں سے چند
ایسے واقعات پیش کرنا چاہتا ہوں
جو احکام الٰہی کی تعمیل کر کے آئندہ
آنے والی نسلوں میں اپنا نام روشن
کر گئے ہیں - تاکہ ان واقعات کے معلوم
ہونے سے ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ
سے اس چیز کے حاصل کرنے کا دل
میں شوق پیدا ہو - اللہم وفقنا لما تحب
وترضی - آمین یا الہ العالمین -

حضرت نوح علیہ السلام کا آئندہ آنے والی نسلوں میں ذکر خیر

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۃ الصّٰفّٰت - رکوع ۳ - پ ۲۳)

ترجمہ - اور ہمیں نوح ؑ نے پکارا - پس ہم
کیا خوب جواب دینے والے ہیں - اور
ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو
بڑی مصیبت سے نجات دی - اور ہم
نے اس کی اولاد ہی کو باقی رہنے والی
کر دیا اور ہم نے ان کے لئے پیچھے
آنے والے لوگوں میں یہ بات رہنے دی
کہ سارے جہان میں نوح پر سلام ہو

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی ؒ
تحریر فرماتے ہیں "تقریباً ساڑھے نوسو
سال تک حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم
کو سمجھاتے اور نصیحت کرتے رہے مگر
ان کی شرارت اور ایذا رسانی برابر بڑھتی
رہی - آخر حضرت نوح ؑ نے مجبور ہو کر
اپنے بھیجنے والے کی طرف متوجہ ہو کر عرض
کیا " رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ" قمر ع ۱۱ -
اے پروردگار میں مغلوب ہوں - آپ
میری مدد کو پہنچئے - دیکھ لو اللہ نے ان
کی پکار کیسی سُنی - اور مدد کو کس طرح
پہنچا - نوح علیہ السلام کو مع ان کے گھرانے
کے رات دن کی ایذا سے بچایا - پھر
ہولناک طوفان کے وقت انکی حفاظت
کی اور تنہا اس کی اولاد سے زمین کو
آباد کر دیا اور رہتی دُنیا تک اس کا
ذکر خیر لوگوں میں باقی چھوڑا - چنانچہ ان
تک خلقت ان پر سلام بھیجتی ہے اور
سارے جہان میں نوح علیہ السلام کہہ کر
یاد کئے جاتے ہیں - یہ تو نیک بندوں
کا انجام ہوا - دوسری طرف ان کے دشمنوں
کا حال دیکھو کہ سب کے سب زبردست
طوفان کی نذر کر دیئے گئے - آج ان کا
نام و نشان باقی نہیں - اپنی حماقتوں
اور شرارتوں کی بدولت دنیا کا بیڑہ غرق
کرا کر رہے -

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آئندہ آنے والی نسلوں میں ذکر خیر

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰۗــؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ (سورۃ الصّٰفّٰت ع ۳ پ ۲۳ -)

ترجمہ:- پھر جب (بیٹا) اس کے ہمراہ چلنے پھرنے لگا۔ کہا اے بیٹے بیشک میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس دیکھ تیری کیا رائے ہے۔ کہا۔ اے ابا جو حکم آپ کو ہوا ہے۔ کر دیجئے۔ آپ مجھے انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ پس جب، دونوں نے تسلیم کر لیا اور اس نے اسے پیشانی کے بل ڈال دیا۔ ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیمؑ تو نے خواب سچا کر دکھایا۔ بیشک ہم اسی طرح نیکو کاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ البتہ یہ صریح آزمائش ہے اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض دیا اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات ان کے لئے رہنے دی

شیخ الاسلام کے حاشیہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق توراۃ کا حوالہ

توراۃ میں ہے کہ جب ابراہیمؑ نے بیٹے کو قربان کرنا چاہا اور فرشتہ نے ندا دی کہ ہاتھ روک لو۔ تو فرشتے نے یہ الفاظ کہے۔ خدا کہتا ہے کہ چونکہ تو نے ایسا کام کیا اور اپنے اکلوتے بیٹے کو بچا نہیں رکھا۔ میں تجھ کو برکت دونگا اور تیری نسل کو آسمان کے ستاروں اور ساحل بحر کی ریتی کی طرح پھیلا دونگا (توراۃ تکوین اصحاح ۲۲۔ آیت ۱۵)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا آئندہ آنے والی نسلوں میں ذکر خیر

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۝ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ
(سورۃ الصّٰفّٰت رکوع ۴۔ پ ۲۳)

ترجمہ۔ اور البتہ ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان کیا اور ہم نے ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بڑی مصیبت سے نجات دی اور ہم نے انکی مدد کی۔ پس وہی غالب رہے اور ہم نے ان دونوں کو واضح کتاب دی اور ہم نے دونوں کو راہ راست پر چلایا اور ان کے لئے آئندہ نسلوں میں یہ باقی رکھا۔ کہ موسیٰؑ اور ہارون پر سلام ہو۔ بیشک ہم اسی طرح نیکو کاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔

حضرت الیاس علیہ السلام کا آئندہ آنے والی نسلوں میں ذکر خیر

وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ۝ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ۝
(سورہ الصّٰفّٰت ع ۴ ۔ پ ۲۳)

ترجمہ۔ اور بے شک الیاس رسولوں میں سے تھا۔ جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں۔ کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور سب سے بہتر بنانے والے کو چھوڑتے ہو۔ اللہ کو جو تمہارا رب ہے اور تمہارے باپ دادا کا رب ہے۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا۔ پس بیشک وہ حاضر کئے جائیں گے۔ مگر جو اللہ کے خالص بندے ہیں اور ہم نے اس پر پچھلے لوگوں میں چھوڑا کہ الیاس پر سلام ہو۔

شیخ الاسلام کی قلم سے حضرت الیاس علیہ السلام کے کچھ حالات

حضرت الیاس علیہ السلام بعض کے نزدیک حضرت ہارون کی نسل سے ہیں۔ اللہ نے ان کو ملک شام کے ایک شہر "بعلبک" کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ بعل نامی ایک بت کو پوجتے تھے۔ حضرت الیاسؑ نے ان کو خدا کے غضب اور بت پرستی کے انجام بد سے ڈرایا۔ حضرت الیاس علیہ السلام کو سب نے جھٹلایا۔ مگر اللہ کے چنے ہوئے بندوں نے تکذیب نہیں کی۔ لہذا وہ ہی سزا سے بچے رہے۔

الیاس علیہ السلام کے واقعہ میں وہی ہوا

جو پہلی امتوں کے وقت میں ہوتا رہا تھا۔ یعنی پیغمبر کی تبلیغ کے بعد دو جماعتیں ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں نے ان کی تائید کی اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ تعداد میں بمقابلہ تکذیب کرنے والوں کم تھے۔ وہ تو عذاب الہٰی سے مستثنٰی رہے ہیں اور جو ان کو جھٹلانے والے تھے وہ عذاب الہٰی میں گرفتار ہونے کے مستحق ہو گئے

ذکر خیر چھوڑا

اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے حضرت الیاس علیہ السلام کا نام آج تک نیکی کے ساتھ زندہ رکھا۔ اور اسی طرح قیامت تک لوگ انہیں الیاس علیہ السلام کے لقب سے یاد کرتے رہیں گے۔ وذالک فضل اللہ

تاریخ اپنے اوراق کو دہراتی ہے

آج کل بھی مذکورۃ الصدر نظرہ کے مطابق وہی ہو رہا ہے جو پہلی قوموں کے واقعات میں انہیں اوراق کے صفحوں پر لکھا ہوا آپ نے پڑھا ہے۔ برادران اسلام تمہارے دین میں یہ چیز مسلم بلکہ ایک طرح پر بنیادی اینٹ ہے۔ کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دنیا میں نبی کوئی نہیں آئے گا۔ اور قرآن مجید کے بعد نہ کوئی کتاب آسمان سے نازل ہوگی۔ اس نظریہ کے بعد پھر انسان کی نئی پیدا ہونے والی نسلوں کی راہ نمائی کس طرح ہوگی۔ اس کا طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے روپوش ہونے کے بعد آپؐ کی امت میں یہ رہا ہے۔ کہ

کتاب وسنۃ

کے فاضل جنہیں اسلامی اصطلاح میں علماء دین کہا جاتا ہے وہ ہر دور میں پیدا ہوتے رہے ہیں۔ اور آج کل بھی حضور انورؐ کی امت میں سے یہ گروہ کتاب و سنۃ کا اعلان علی الاعلان مسلمان میں کر رہا ہے۔ اور آئندہ بھی قیامت تک کرتا رہے گا۔ ان حضرات کے اعلانات متعلقہ احکام کتاب و سنۃ ہونے کے بعد (پہلوں کی طرح) مسلمان قوم میں ایک بہت ہی تھوڑی اور چھوٹی سی جماعت ان علماء کرام کی ہمنوا ہوتی ہے۔ اور ان حضرات کی دامنگیر ہوتی ہے اور انکی

ہدایات کے سانچہ میں اپنی زندگی کو ڈھالتی ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اسی قسم کے مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔ اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی راضی ہونگے اور قیامت کے دن (اللہ تعالیٰ کے فضل میں امید کامل ہے) کہ یہ لوگ دوزخ سے بچا کر جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ ان مخلص مسلمانوں کی جماعت میں خواہ مرد ہوں یا عورتیں انشاءاللہ سب کا ٹھکانا جنت ہوگا اور ان تبلیغ حق کرنے والے حضرات علماء کرام کے مقابلہ میں مسلمانوں کا ایک بے دین طبقہ ہے اور اس طبقہ میں اکثریت دولتمند امراء کی ہے۔ اس قسم کے لوگوں کو

علماء کرام ایک آنکھ نہیں بھاتے

میری برادری کے یہ حضرات اپنا دل خوش کرنے کے لئے علماء کرام کو توہین آمیز الفاظ سے یاد کرکے اپنا دل خوش کر لیتے ہیں۔

مثلاً

یہ مُلاں کیا جانتے ہیں۔ یہ مُلاں بڑے تنگ ظرف ہیں۔ مسلمانوں کی ترقی کے راستہ میں مُلاں کا وجود ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ ملاں ازم کو ختم کر دینا چاہیئے۔ وغیرہ وغیرہ

علماء دین کے ساتھ ان کی ناراضگی کا

اصلی باعث

یہ ہے کہ ملاں لوگ (یعنی علماء کرام) ان کی خواہشات نفسانی کے پورا کرنے میں آڑے آتے ہیں۔ اس کی مثالیں ملاحظہ ہوں۔ موجودہ دور کے ترقی یافتہ نوجوانوں کے خیال میں

جو بالغ عورت اپنی خوشی سے کسی شخص سے ناجائز تعلق رکھ لے

تو یہ فعل کوئی جرم نہیں ہے۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ ۱۹۴۷ء سے آج ۱۹۵۹ء تک تقریباً ۱۲ سال سے یہ مملکت اسلامی کہلاتی ہے۔ اور بدکاری کے اڈے آج تک بند نہیں ہوئے۔ بعض نوجوان یہ جواب دیتے ہیں کہ فلاں فلاں اسلامی ممالک میں بھی تو کوئی قانون اس کے متعلق رائج نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ایک شخص کنوئیں میں چھلانگ لگا دے گا۔ تو آپ بھی لگا دیں گے۔ ایسے ریلیک جوابوں سے ایک شریف انسان کو شرم آنی چاہیئے۔ انسداد بدکاری کے معاملہ میں کتاب و سنۃ کے حامل

علماء کرام کا نظریہ ملاحظہ ہو۔ بدکاری

(زنا) کے متعلق قرآن مجید کا اعلان

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا (سورہ بنی اسرائیل ع ۴ پ-۱۵- ترجمہ۔ اور زنا کے قریب نہ جاؤ بیشک وہ بیحیائی ہے اور بُری راہ ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام پاکستان

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں "کیونکہ زنا سے انساب میں گڑبڑ ہوتی ہے۔ اور بہت طرح کی لڑائیاں اور جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں اور سب کے لئے بُری راہ نکلتی ہے"۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی اگر یہ راہ نکلی تو ایک شخص دوسرے کی عورت پر نظر کرے۔ کوئی دوسرا اس کی عورت پر کرے گا۔ مسند امام احمد میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے زنا کی اجازت دے دیجئے۔ حاضرین نے اسے ڈانٹ بتلائی کہ (پیغمبر خدا کے سامنے ایسی گستاخی)۔ خبردار چپ رہو۔ حضورؐ نے اس کو فرمایا کہ میرے قریب آؤ۔ وہ قریب آکر بیٹھا تو آپ نے فرمایا۔ کہ کیا تو یہ حرکت اپنی ماں۔ بیٹی۔ بہن۔ پھوپھی۔ خالہ میں سے کسی کی نسبت پسند کرتا ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا مجھ کو آپ پر قربان کرے۔ ہرگز نہیں فرمایا۔ دوسرے لوگ بھی اپنی ماؤں۔ بیٹیوں۔ بہنوں۔ پھوپھیوں اور خالاؤں کے لئے یہ فعل گوارا نہیں کرتے۔ پھر آپ نے دُعا فرمائی۔ کہ الٰہی اس کے گناہ کو معاف فرما اور اس کے دل کو پاک اور شرمگاہ کو محفوظ کر دے۔ ابوامامہ فرماتے ہیں کہ اس دُعا کے بعد اس شخص کی یہ حالت ہو گئی کہ کسی عورت وغیرہ کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھتا تھا

اللہم صل علی سیدنا محمد و بارک وسلّم"۔

اے آزاد خیال نوجوان

اب تو ہی فیصلہ کر کہ (علماء کرام) بقول تمہارے ملاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کریں۔ اور ان کے احکام کی خلق خدا میں تبلیغ کریں۔ اور ان سے نجات اور شفاعت کی نعمتیں حاصل کریں۔ یا تیرے ملاّ کے توہین آمیز لفظ سے ڈر کر تیری طرفداری کریں۔ اے نوجوان حق پرست علماء کرام کا نعرۂ حق سُن لے۔ "رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا وَّ رَسُوْلًا"

ترجمہ۔ ہم اللہ کو اپنا رب بنانے۔ اور اسلام کو اپنا مذہب اختیار کرنے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کو (اللہ کا) نبی ماننے پر راضی ہیں۔

دعوت

طرزِ جدید کے تمدن اختیار کرنے والے نوجوان کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ عزیز تو بھی ہماری اسٹیج پر آ کھڑا ہو۔ تیرا بھلا اور تیری دارین کی بہتری اسی میں ہے۔ ورنہ قیامت کے دن پھر یہ نہ کہنا کہ مجھے کسی نے سیدھے راستے پر آنے کی دعوت نہیں دی تھی۔

آخری فتح

علماء کرام بلکہ تمام دنیا کے اصلی سچے اور کھرے مسلمانوں کا یہ ایمان یعنی یقین ہے۔ کہ انسانوں کے اعمال کے فیصلہ کا آخری دن قیامت کا دن ہے۔ اس دن کے عذاب سے بچنے اور دُنیا کی کامیاب زندگی کا تمغہ حاصل کرنے کے لئے فقط ایک ہی راستہ ہے۔ وہ یہ کہ قرآن مجید کو اپنا دستور العمل بنائیں اور ارشادات قرآنی کی تفاصیل معلوم کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر جائیں۔

وما علینا الا البلاغ ✤

گزشتہ شمارہ کے ٹائیٹل پیج پر ۱۹۵۹ء کی بجائے غلطی سے ۱۹۴۹ء لکھا گیا ہے۔ قارئین کرام تصحیح فرمالیں✤

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۸ مئی ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا ومرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

ہادی کے ذریعہ سے تزکیہ کی ضرورت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْد

عرض یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر ایک خاص مقصد کیلئے جمع ہوتے ہیں۔ فرائض عینیہ کے بعد یہ مقصد سب سے زیادہ ضروری اور اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس مقصد سے عہدہ برآ ہونیکی توفیق عطا فرمائے آمین یاالہ العالمین۔ جس مقصد کیلئے ہم اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر جمع ہوتے ہیں۔ وہ قرآن مجید کے الفاظ وَیُزَکِّیْھِمْ (ترجمہ۔ اور وہ (پیغمبر) ان کو پاک کرتا ہے) سے برآمد ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بھی ذمہ داریاں تھیں۔ آپ کی دو ذمہ داریاں یہ تھیں۔ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ (سورۃ الجمعہ ع ۱ پ ۲۸) (ترجمہ اور وہ (پیغمبر) ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب سکھاتا ہے)

آپ معلم قرآن ہیں۔ قرآن مجید کی آیات سے اللہ تعالیٰ کی کیا مراد ہے۔ آپ اس کی تفصیل بیان فرماتے ہیں۔

وحی متلو اور غیر متلو

آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک سرٹیفکیٹ دے رکھا ہے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۔ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (سورہ النجم ع ۱ - پ ۲۷) (ترجمہ۔ اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے۔ یہ تو وحی ہے۔ جو اس پر آتی ہے) دین کے معاملہ میں آپؐ نے بحیثیت رسول اللہ جو کچھ فرمایا۔ وہ سب دین ہے۔ وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کے قلب اطہر پر القاء ہوتا تھا۔ اگر معانی پر الفاظ کا جامہ بھی اللہ تعالیٰ پہنا کر بھجوائیں تو وہ قرآن مجید ہے۔ اگر معانی پر الفاظ کا جامہ آپؐ خود پہنائیں تو وہ حدیث شریف ہے۔ دونوں وحی ہیں۔ قرآن مجید۔ وحی متلو اور حدیث شریف وحی غیر متلو ہے۔

طہارت اور تزکیہ

عربی زبان میں طہارت اور تزکیہ دو لفظ مستعمل ہیں۔ طہارت ظاہر کی پاکیزگی کو کہتے ہیں۔ جیسے وضو۔ تزکیہ سے مراد باطن کی پاکیزگی ہے۔ شرک۔ کفر۔ نفاق اعتقادی حسد۔ کبر۔ ریا۔ عجب۔ وغیرہ یہ باطن کی پلیدیاں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں خود بخود ان روحانی بیماریوں سے اکثر شفا ہو جاتی تھی۔ جس طرح سورج نکلنے کے بعد ہر ایک کو روشنی مفت ملتی ہے۔ کسی کو روشنی کے لئے اپنا علیحدہ انتظام کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن سورج غروب ہونے کے بعد ہر ایک کو روشنی کے لئے اپنا انتظام کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تزکیہ وہبیاً ہوتا تھا۔ اب کسباً کرنا پڑتا ہے

اس کا ثبوت

حضرت حنظلہؓ کے ایک واقعہ سے ملتا ہے جس کا ذکر مشکوٰۃ شریف کے باب ذکر اللہ عز وجل والتقرب الیہ کی فصل اول میں آتا ہے۔ عَنْ حَنْظَلَۃَ بْنِ الرَّبِیْعِ الْاُسَیْدِیِّ قَالَ لَقِیَنِیْ اَبُوْ بَکْرٍ فَقَالَ کَیْفَ اَنْتَ یَا حَنْظَلَۃُ فَقُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَۃُ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ مَا تَقُوْلُ قُلْتُ نَکُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُذَکِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّۃِ کَاَنَّا رَاْیَ عَیْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّیْعَاتِ نَسِیْنَا کَثِیْرًا قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ فَوَاللّٰہِ اِنَّا لَنَلْقٰی مِثْلَ ھٰذَا فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَاَبُوْ بَکْرٍ حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَۃُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاکَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَکُوْنُ عِنْدَکَ تُذَکِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّۃِ کَاَنَّا رَاْیَ عَیْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِکَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّیْعَاتِ نَسِیْنَا کَثِیْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰی مَا تَکُوْنُوْنَ عِنْدِیْ وَفِی الذِّکْرِ لَصَافَحَتْکُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ عَلٰی فُرُشِکُمْ وَفِیْ طُرُقِکُمْ وَلٰکِنْ یَا حَنْظَلَۃُ سَاعَۃً وَّسَاعَۃً ثَلٰثَ مَرَّاتٍ

(رواہ مسلم)

(ترجمہ۔ حنظلہؓ بن ربیع اسیدی سے روایت ہے۔ کہا مجھ سے ابوبکرؓ ملے اور فرمایا حنظلہؓ تیرا کیا حال ہے۔ میں نے کہا۔ حنظلہؓ منافق ہو گیا۔ ابوبکرؓ نے کہا اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ حنظلہؓ کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے کہا جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں اور آپؐ ہم کو نصیحت کرتے ہیں اور دوزخ اور جنت کا ذکر فرماتے ہیں تو ہم کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا ہم دوزخ اور جنت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب ہم آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ اور بیوی بچوں اور زمینوں کے کاروبار میں گھر جاتے ہیں۔ تو ان باتوں سے ہم بہت سی بھول جاتے ہیں۔ ابوبکرؓ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ہماری بھی یہی حالت ہے۔ پس میں اور ابوبکرؓ دونوں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ حنظلہؓ منافق ہو گیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ اس کا کیا سبب ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ ہم کو نصیحت فرماتے اور ہمارے سامنے دوزخ اور جنت کا ذکر فرماتے ہیں تو ہم ایسا محسوس کرتے ہیں۔ گویا دوزخ اور جنت کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں اور بیوی بچوں اور زمینوں کے جھگڑوں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو ہم (نصیحت) کی بہت سی باتوں کو بھول جاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی۔ جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر تم ہمیشہ اس حال میں رہو۔ جس حال میں کہ میرے پاس رہتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگے رہو تو البتہ تم سے فرشتے مصافحہ کریں۔ تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں میں۔ لیکن حنظلہؓ یہ ایک ساعت ہے اور ایک ساعت یہ ہے۔ آپ نے تین بار یہ الفاظ فرمائے) آپؐ کے حضور میں ان اشتغال کی ضرورت نہ تھی۔ اب ہر ایک کو اپنا چراغ جلانا

پڑتا ہے۔

پہلے کوئی بیمار ہوتا تھا

میں نے بعض دیہاتیوں سے سنا ہے کہ پہلے زمانہ میں ان کے ہاں شاید ہی کبھی کوئی بیمار ہوتا تھا۔ بزرگوں سے کبھی سُنا کرتے تھے کہ کوئی بیمار ہوتا تھا۔ سارا دن ہل جوتنا۔ صبح مکھن اور لسی اور رات کو دودھ سے روٹی کھانا بیماری کہاں سے آتی۔ بیماری تو بیکاری اور ثقیل غذاؤں سے پیدا ہوتی ہے۔ میں جب لاہور میں آیا تھا تو اس زمانہ میں یہاں دو ہی حکیم تھے۔ حکیم عالم شاہ مرحوم اور مفتی سلیم اللہ مرحوم اب اس مسجد کے سو قدم کے فاصلہ پر ایک طبیب اور ایک ڈاکٹر سامنے ہے اور ایک طبیب اور ایک ڈاکٹر دائیں طرف ہے۔ سب کے بال بچے پل رہے ہیں۔ ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

پہلے لاہور کی لاکھوں کی آبادی میں صرف دو حکیم تھے۔ کیونکہ بیمار کم تھے۔

بیمار کیوں کم تھے؟

کیونکہ ہماری مائیں۔ دادیاں اور نانیاں آدھی رات کو اُٹھ کر چکی پیستی تھیں۔ کوئی چار سیر آٹا پیستی تھی۔ کوئی پانچ سیر۔ یہ محنت مشقت کا کام ہے۔ اس سے سارا جسم ہلتا ہے۔ اور سردی میں بھی پسینہ آ جاتا ہے اور بیماری خشک ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ دودھ بلوتی تھیں۔ اس میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ صرف ہوتا تھا۔ اس میں بھی سارا جسم ہلتا تھا۔ پھر نماز پڑھ کر بچوں کے لئے ناشتہ تیار کرتی تھیں۔ خالص مکھن کھانا اور لسی دودھ پینا۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا۔ بیماری کہاں سے آتی؟ امراء کے ہاں بھی یہی تمدن تھا۔ اب ہر گھر میں بیمار ہی بیمار نظر آتے ہیں اور مردوں عورتوں سب کو ڈاکٹر نے کہہ رکھا ہے کہ صبح سیر کرنے جایا کرو۔ اب لڑکیاں جناح باغ اور گول باغ میں سیر کرنے کے لئے جاتی ہیں۔ نہ وہ محنت مشقت کے کام رہے اور نہ خالص غذا۔ اس لئے بیماریاں عام ہو رہی ہیں۔ اب دیہات میں بھی ڈاکٹر اور طبیب عام ہیں۔

تزکیہ کی ضرورت

اس لئے ہے کہ دل پاک ہو جائے رجوع الی اللہ فکر عاقبت۔ للہیت اور خوفِ خدا پیدا ہو جائے۔ پہلے یہ صفات عام تھیں۔ اب نہیں ہیں۔ اس لئے اللہ والوں نے یہ صفات پیدا کرنے کے نسخے تجویز کر رکھے ہیں۔ جیسے اس زمانہ میں جسمانی بیماریاں زیادہ ہیں۔ ویسے روحانی بیماریاں بھی زیادہ ہیں۔ اس لئے اب تزکیہ کی بھی زیادہ ضرورت ہے۔ رسول اللہ ؐ کے حضور تزکیہ وہباً ہوتا تھا۔ اب کسباً حاصل کرنا پڑتا ہے۔ تزکیہ کی برکت سے تعلق باللہ کے بگڑنے کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ یا تو انسان خود بینا ہو۔ اگر خود اندھا ہے تو کسی بینا کے ہاتھ میں لاٹھی دیدے تو منزل مقصود پر پہنچ جائے گا۔ لیکن اگر نہ خود بینا ہو اور نہ بینا کے ہاتھ میں لاٹھی دے تو یقیناً وہ کسی گڑھے یا کنوئیں میں گر کر رہیگا۔ ادھر بھی یہی ہے یا تو خود باطن کا بینا ہو یا کسی بینا کے دامن سے وابستہ ہو اور ہر معاملہ میں اس سے پوچھ کر قدم اٹھائے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا تو نجات ہو جائیگی اگر نہ خود باطن کا بینا ہے اور نہ کسی بینا کے دامن سے وابستہ ہے تو حلال اور حرام کی تمیز نہ ہوگی۔ حلال کے ساتھ حرام بھی کھائے گا۔ اوّل تو عبادت کی توفیق نہ ہوگی۔ اگر کریگا تو قبول نہ ہوگی۔

لاہور کی اکثر چیزیں

حرام ہیں۔ حرام خوری کا نتیجہ یہ ہے کہ عورتوں میں حیا نہیں رہی۔ اور مردوں میں غیرت نہیں رہی۔ حرام خوری کی وجہ سے بدکاری عام ہو رہی ہے۔ عربی میں کسی نے ٹھیک کہا ہے۔ اَلْحَرَامُ يَنْجَرُّ اِلَى الْحَرَامِ (ترجمہ حرام حرام کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے) دولتمند اکثر حرام کھاتے ہیں۔ اس لئے ان کی اولاد اکثر بے دین ہوتی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ حرام کھانے سے جذبات اور خیالات میں حرام گھس جاتا ہے۔ حرام خوری کی وجہ سے ہماری قوم کی الا ماشاء اللہ اخلاقی حالت یہاں تک گر چکی ہے۔ کہ کوئی چیز خالص نہیں ملتی۔ مرچوں میں سرخ رنگ اور ہلدی میں زرد رنگ کی اینٹیں پیس کر ملائی جاتی ہیں۔ آٹے میں سفید پتھر پیس کر ملاتے ہیں۔ یورپ والے ہیں تو بے ایمان لیکن کاروبار میں کھرے ہیں۔ ولایت سے جتنی دوائیں آتی ہیں۔ وہ سب ٹھیک آتی ہیں۔ اس لئے ان کی تجارت کو فروغ حاصل ہے۔

قرآن مجید کی تعلیم

میں کہا کرتا ہوں کہ قرآن مجید کی تعلیم کے دو حصے ہیں۔ ایک حصّہ پر عمل کرنے سے دنیا میں عزت ملتی ہے اور دوسرے پر عمل کرنے سے جنت میں داخلہ کا ٹکٹ ملتا ہے۔ جو قوم دونوں حصّوں پر عمل کرے گی وہ دنیا میں عزت پائے گی اور آخرت میں جنت الفردوس کی وارث بنا دی جائے گی۔ جیسے صحابہ کرام ؓ۔ جو قوم صرف پہلے حصہ پر عمل کرے گی۔ وہ دنیا میں بام عروج پر پہنچا دی جائے گی۔ لیکن دوسرے حصہ پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے آخرت میں جہنم رسید ہوگی۔ جیسے یورپ اور امریکہ والے۔ جو قوم دوسرے حصّے پر عمل کرے گی۔ وہ آخرت میں تو عذاب الٰہی سے نجات پائیگی۔ لیکن پہلے حصہ پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے دنیا میں ٹھوکریں کھائے گی۔

ہمیں اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی مانگنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (سورہ البقرہ ع ۲۵ پ ۲) (ترجمہ۔ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں بھی نیکی دے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا)

دین کیا ہے

اصلاح دنیا کا نام دین ہے۔ اسلام خواہشات نفسانی سے روکتا نہیں۔ بلکہ ان کی اصلاح کرتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ حلال کھاؤ۔ حرام نہ کھاؤ۔ نکاح کرو۔ زنا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ الآیہ۔

باقی صفحہ ۱۸ پر

سیدنا و مرشدنا حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی کے

درس حدیث کے افادات

ضبط :- استاذ العلماء حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ، مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
ترتیب :- ش - ع - ش - لاہور

۳

حدیث - من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین کے ذیل میں ارشاد فرمایا

بعض بلاد میں حفظ کا زیادہ اعتبار ہے - افریقہ میں مجمع الفنون نامی کتاب میں ہر فن کے مختصر سے رسالے جمع کر دیتے ہیں - جسے اولاً طالب علم کو یاد کراتے ہیں - تب جاکر اور علوم پڑھاتے ہیں - بلادِ شارقہ میں اس کا برعکس ہے ہند - افغانستان - وسط ایشیا میں فہم کا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے - چنانچہ یہاں ایسی کتب داخل درس کی گئی ہیں - جس سے تشحیذ اذہان ہو - سمجھ کا مادہ پیدا ہو شرح جامی میں مسائل کم ہیں - خود کافیہ میں بھی ؛ البتہ عقلیات سے شرح جامی کو بھر دیا ہے - تفسیر رازی میں تشحیذ اذہان کی زیادہ تر کوشش کی گئی ہے - (شرح جامی میں اگر حاصل و محصول کے تصور بالوجہ والکنہ کو جان لیں تو کونسی "نحو" آ جائے گی -

قاضی حمداللہ میں مسائل فن کم - مگر طلباء کے فہم کے لئے مفید ہیں - تیرہ ۱۳ تیرہ ۱۳ احتمالات مسائل میں پیدا کرنے سے طالب العلم میں ذہنی طاقت پیدا کرنا ہوتا ہے - اس قدر غلو ہے کہ فقہ کی کتب میں "عشرین دلوا" سے ۲۰ اعتراضات و جوابات کا نکالنا سمجھ لیتے ہیں - ایک استاذ سے طالب علم نے "عشرین دلوا" کے بارہ میں پوچھا - تو اُس نے جواب دیا کہ ۲۰ ڈول کنوئیں سے نکالو - طالب علم کہتا ہے کہ میری ساری رات کی محنت ضائع ہوئی - رات بھر میں نے مطالعہ کرتے وقت اس میں بیس سوال اور بیس جواب نکالے تھے -

ابن عقیل اور الفیہ اُٹھا کر دیکھو تو بہت سے مسائل ہم سے پوشیدہ ہیں اس وجہ سے کہ مشارقہ نے ابتداءً طریق تعلیم تشحیذ اذھان کا رکھا اور مغاربہ میں حفظ اس قدر ہے کہ حج کے دنوں میں ایک عورت آئی ہے - اونٹ سے سامان اتار کر ایک مکان کے نیچے رکھ دیتی ہے - مرد مکان کی تلاش میں گئے - عورت کچھ پڑھ رہی تھی - صاحب مکان نے کھڑکی سے سُنا - تو اُتر کر پوچھا - عورت نے کہا کہ قاموس کا دور روزانہ چوتھائی حصہ کا کرتی ہوں - سوڈان کے اندر جلالی عالم وہ ہوتا ہے جو تمام جلالین کا حافظ ہو - الجیریا کے بعض عُلما کو پایا کہ بخاری شریف تمام یاد ہے - ان کے ہاں کوئی ایسا نہ تھا - جسے قرآن شریف اور دلائل الخیرات یاد نہ ہو - اب تو فرانسیسیوں نے وہاں خرابی پیدا کر دی ہے - مشارقہ میں حفظ کم ہے - حضرت شاہ صاحب (حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ العزیز) کے متعلق چلتے پھرتے کتب خانے کا لقب مشہور تھا - بلا کا حافظہ تھا - مضامین خوب ازبر تھے - جلدیں کی جلدیں یاد تھیں - اسی واسطے شادی کرنے سے جھجکتے رہے کہ حافظہ خراب نہ ہو جائے - فرماتے تھے جبتک کتاب دیکھتا ہوں - نیند نہیں آتی اس قدر حافظہ تھا - مگر قرآن مجید یاد نہ کر سکے تھے اور فرماتے تھے کہ پڑھتا ہوں تو ہر آیت کی فصاحۃ و بلاغۃ کے اس قدر مضامین گذرتے ہیں کہ یاد نہیں رہتا —— مغاربہ کے ہاں ایک جگہ ہے "شحیط" جہاں پانی مہینوں نہیں پایا جاتا - طالب علم کو اونٹنی دے کر جنگل بھیج دیا جاتا ہے - اس پر گذر اوقات کر کے علم پڑھتے ہیں تو یہ خدا کی دین ہے - اس کی حفاظت اُس نے اپنے ذمے لے لی ہے —— مدینہ منورہ کے اندر گرمی کے موسم میں زیادہ پانی اور برودت کی کثرت سے حافظہ خراب ہو جاتا ہے - کیونکہ مرطوب اشیاء کا زیادہ استعمال مضر حافظہ ہے - خشک مُلک کے رہنے والوں کا حافظہ اچھا ہوتا ہے - مشارقہ نے فقہ کا اعتبار رکھا - (جو زیادہ تر فہم پر مبنی ہے) ہمارے امام اعظم نے بھی زیادہ تر فقہ کا مشغلہ رکھا مجتہدین کے حفظ کا چرچا ہونے لگا - سنہ ۱۵۰ھ کے بعد لاکھوں لاکھوں احادیث حفظ کی جائیں اور ایسے لوگ خداوند کریم نے بکثرت پیدا کئے - امام شمس الائمہ سرخسیؒ کے سامنے ذکر ہوا - کہ امام شافعیؒ بیس ہزار کراس (فی کراس ۱۰ ورق) محفوظ رکھتے ہیں تو امام شمس الائمہؒ نے فرمایا کہ میرے محفوظات کو گنو - جب گنے گئے تو تین ہزار کراس نکلے مبسوط کی ۳۲ جلدوں کا جو مجموعہ ہے - یہ سب انہوں نے کنوئیں میں لکھ ڈالی ہے - کنوئیں کے اندر قید کئے گئے تھے -

بادشاہوں کو جب بعض اکابر سے خطرہ پیدا ہو جاتا ہے بوجہ ان کی شہرت کے کہ بغاوت نہ کر دیں - تو ایسے ہی طریقے اختیار کرتے ہیں - اسی طرح حضرت شیخ احمد سرہندیؒ اور حضرت خواجہ نظام الدینؒ بلخی دونوں سے جہانگیر کو خوف ہوا - دونوں کے مرید بکثرت تھے - خواجہ نظام الدینؒ تھانیسر کے رہنے والے تھے - اور چشتیہ خاندان کے چراغ روشن تھے اور حضرت مجدد صاحب قدس اسرارہم نقشبندیہ کے - دونوں کے دونوں دین کے از حد متوالے تھے - بادشاہ نے خوف کی وجہ سے دونوں کو قید کرنا چاہا - کہ اس قدر مقبول عام ہونے کی وجہ سے اگر کسی وقت مخالف ہو گئے تو غلبہ پا لیں گے -

خواجہ صاحب بلخیؒ بعد از اطلاع بلخ چلے گئے اور وہیں وفات ہوئی - حضرت مجددؒ کو بعد از گرفتاری دہلی لایا گیا - سجدہ کروانا چاہا - مگر جھکے تک نہیں - چنانچہ تین برس تک قید میں رہے - حضرت مجدد صاحبؒ کے بعد ان کے خلیفہ سید آدم بنوریؒ کو خطرہ پیدا ہوا تو حجاز چلے گئے - وہاں وفات ہوئی - (رحمہم اللہ تعالیٰ) اس طرح شمس الائمہ سرخسیؒ کی مقبولیت جب بہت بڑھ گئی تو انہیں قید کیا گیا تو وہاں طلبہ جاتے تھے - وہاں بھی خوف ہوا تو اولاً کتابیں بند کر دیں - حفظ سے پڑھانے لگے طلبہ پھر بھی منع نہ ہوئے تو ان کو کنوئیں کے اندر قید کر دیا گیا - انہوں نے کنوئیں سے املاء کرایا - ۳۲ جلدیں کنوئیں سے املا کرائیں - تمام کتب ظاہر الروایۃ جو حضرت امام محمدؒ سے مروی ہیں ان کو کافی میں جمع کیا - کافی کی املا کر کے شرح میں

احادیث و اقوال صحابہ لاتے تھے۔ اور ایک کتاب تک اُن کے پاس نہ تھی۔ یہ خداوند کریم کی دین اور داد ہے۔ احناف کے اندر ایسے کئی اکابر موجود ہیں۔ خداوند کریم نے فقہ تو دی تابعین کو اور حفظ دیا تبع تابعین کو۔ امام ابو حنیفہؒ کی روایات تفقہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔ بدوی نے آ کر کہا۔ "بواو ام بواوین"۔ امام فرماتے ہیں۔ "بواوین" بدوی نے کہا کہ حزاک اللہ بین لا و لا۔ وہ چلا جاتا ہے۔ سب لوگ حیران ہیں۔ تلامذہ سوال کرتے ہیں۔ امام نے فرمایا۔ کہ اس شخص کا سوال تھا۔ کہ ءَ اخیر فی الصلوٰۃ تشھد ابن مسعودؓ او تشھد ابن عباسؓ لان تشھد ابن مسعود بواوین و تشھد ابن عباس بواو التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات

(نماز میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا تشہد پڑھا کروں یا ابن عباسؓ کا حضرت ابن مسعود سے مروی تشہد میں دو مرتبہ واؤ ہے۔ التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات اور حضرت ابن عباسؓ کے مروی تشہد میں ایک مرتبہ واؤ ہے۔ التحیات للہ والصلوٰۃ الطیبات

اور بدوی نے جواب میں حزاک اللہ تعالیٰ کما بین المشرق والمغرب کی تعبیر جزاک اللہ بین لا و لا سے کی۔ جس کی تعبیر آیت میں لا شرقیہ ولا غربیہ سے کی گئی ہے۔ باقی باقی

علوم شرعیہ کا دُوسرا تبلیغی جلسہ

میں نہایت مسرت اور خوشی سے اعلان کرتا ہوں کہ بحمد اللہ مدرسہ عربیہ علوم شرعیہ کا دوسرا تبلیغی جلسہ بروز جمعہ و ہفتہ بتاریخ ۲۶ و ۲۷ ذی الحجہ اور ۳ و ۴ جولائی ۱۹۵۹ء ہو رہا ہے جس میں پاکستان کی مقتدر شخصیتیں تشریف لا رہی ہیں (۱) حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم (۲) جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی چکوال (۳) واعظ خوش الحان حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب مدظلہ سرگودھا اور حضرت قاضی احسان احمد صاحب سے خط و کتابت جاری ہے۔ مدرسہ روز بروز رو بترقی ہے لہذا حسب ترقی مدرسہ مخیر حضرات مدرسہ کی طرف مالی توجہ کر کے سعادت دارین حاصل کریں۔

ترسیل زر کا پتہ

المعلن احقر الانام سید صادق حسین (فاضل دیوبند) مہتمم مدرسہ عربیہ علوم شرعیہ و خطیب جامع مسجد غلہ منڈی جھنگ صدر

از محمد شفیع عمر الدین بھٹہ

ذکر الٰہی

گزشتہ سے پیوستہ

۱۲۔ ذات باری تعالیٰ کے بارے میں بکواس

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ ۚ

ترجمہ۔ "اور یہود کہتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے۔"

حاصل یہ نکلا کہ حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ اگر روزی تنگ ہو تو اس طرح کے کفریہ الفاظ بولنے سے گریز کرنا چاہیئے۔ ذات باری تعالیٰ کے متعلق ہر معاملہ میں احتیاط کی ضرورت ہے کہ کہیں کوئی کلمہ کفر کا زبان سے نہ نکل جائے۔

۱۳۔ تکذیب اور قتل انبیاءؑ کے مرتکب ہوئے

كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ ۝ المائدہ آیت ۷۰

ترجمہ۔ "جب کوئی رسول ان کے پاس آیا جو ان کے نفس نہیں چاہتے تھے۔ تو ایک جماعت کو جھٹلایا اور ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔"

حاصل یہ نکلا کہ ہمیں چاہیئے کہ اپنی خواہشات کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے تابع کر دیں۔ اسی میں ہماری بھلائی ہے۔

۱۴۔ گناہ، ظلم اور حرام کھانے پر حریص

وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ المائدہ آیت ۶۲

ترجمہ۔ "اور تو ان میں سے اکثر کو دیکھے گا کہ گناہ پر ظلم پر اور حرام کھانے پر دوڑتے ہیں۔ بہت بُرا ہے جو وہ کر رہے ہیں۔"

حاصل یہ نکلا (۱) کہ ہمیں ہر قسم کے گناہ (۲) ظلم (۳) اور حرام خوری سے بچنا چاہیئے۔ یہ باتیں نہایت بُری ہیں۔

مولانا حالیؒ

نے ہماری غلطیوں سے آگاہ کرنے کا کیا ہی خوش اسلوب پہلو اختیار کیا ہے۔

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر
کوئی ہم میں مبعوث ہوتا پیمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآں کے اندر
ضلالت یہود اور نصاریٰ کی اکثر
یونہی گر کتاب اس پیمبر پہ آتی
وہ گمراہیاں سب ہماری بتاتی

دُعا

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ۝

(آل عمران آیت ۸)

ترجمہ۔ اے رب ہمارے جب تو ہم کو ہدایت کر چکا تو ہمارے دلوں کو نہ پھیر اور اپنے ہاں سے ہمیں رحمت عطا فرما۔ بے شک تو بہت زیادہ دینے والا ہے۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

ملتان میں:۔
طبیب امیر علی صاحب مدرسہ خیر المدارس

مظفر گڑھ میں:۔
محمد علی صاحب پان فروش چوک طباخیاں

ڈیرہ غازی خاں میں:۔
ملک احمد صاحب ملک آڑھت گھر

سرگودھا میں:۔
مولوی محمد صادق عبدالغفور قریشی صاحبان جامع مسجد بلاک

جھنگ صدر میں:۔
شیخ محمد حسین صاحب بک سیلر نیوز ایجنٹ

لائلپور میں:۔ ملک عبدالغنی صاحب نیوز ایجنٹ

سے حاصل کریں۔

[illegible] ابوالکمال سید [illegible] شاہ
از سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام کے بعد آپ کی نویں پشت میں۔ تقریباً دو ہزار برس قبل از مسیح علیہ السلام سرزمین، بابل میں۔ خدائے قدوس نے حضرت ابراہیم ع کو دنیا کی ہدایت و رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا۔

فرمانروائے سلطنت بابل (نمرود) جو اس وقت مسند آرائے تخت شاہی تھا، وُہ بڑا بد دماغ۔ متکبّر و ظالم تھا۔ اس نے سونے کی اپنی ایک مورتی بنوا رکھی تھی۔ جسکی تمام رعایا کو حکماً پرستش کرائی جاتی تھی اور ہر انسان کو قانوناً اسے، سجدہ کرنا پڑتا تھا!

حضرت ابراہیمؑ نے جب رشد و ہدایت تبلیغ رسالت۔ و اشاعت توحید کا آغاز کیا تو بادشاہ کو یہ بات ناگوار گزری اور اس نے آپ کو طرح طرح کی اذیت و تکلیف دینی شروع کر دی۔ حضرت ابراہیمؑ چونکہ ایک راست باز موحد اور خدا پرست تھے۔ جلال خداوندی اور وحدانیت ذات باری کے مقابلہ میں اور تمام چیزیں ان کی نظروں میں ہیچ اور ناچیز تھیں۔ بُت پرستی ۔ شرک و بدعت کو حماقت سمجھتے تھے اور ان کے خلاف تقریریں فرماتے رہتے۔ پس بسبب ان وجوہات کے عام اہل شہر۔ بلکہ آپ کا خاندان آپ کے مخالف اور درپے آزار رہتا تھا! جب نمرود لعین حضرت ابراہیمؑ کو اپنا مطیع و ہم مذہب بنانے سے بالکل مایوس ہو گیا۔ اور اندیشہ ہوا کہ ابراہیمؑ کا عام طور پر اعلان توحید دوسری رعایا پر بھی اثر انداز نہ ہو جائے تو اس نے آپ کو معہ جملہ اہل خانہ کے جلا وطن ہونے کا حکم دے دیا۔ ادھر ان کے والد (یا بقولے چچا آزر) نے بھی تہدیدی جواب دے دیا کہ قال اراغب انت عن آلھتی یا ابراھیم لئن لم تنتہ لارجمنك واھجرنی ملیًّا ہ (اے ابراہیم تجھے میرے معبودوں سے نفرت ہے۔ سو یاد رکھ اگر تو باز نہ آیا تو تجھے سنگسار کر دوں گا۔ ورنہ یہاں سے چلا جا) ۔ حضرت ابراہیم کو اپنا دین سنبھالنے اور اپنے کام کو جاری رکھنے کیلئے مجبوراً ایسے مقام کی تلاش کرنے کی ضرورت پڑی۔ جہاں با امن آزادی سے اپنے واحد لاشریک پروردگار کی ربوبیت کا اعلان کر سکیں۔

چنانچہ آپ معہ اپنی بیوی' سارہ اور اپنے بھتیجے لوطؑ (جو آپ پر ایمان لا چکے تھے) نہایت خوشی و خندہ پیشانی کے ساتھ اللہ کے بھروسہ پر اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس دارالکفر سے ہجرت کرکے مقام حران میں آ کر آباد ہو گئے! اور پھر وہاں سے بحکم ایزدی چل کر، کنعان آ بسے۔ کچھ عرصہ بعد وہاں سے رحلت فرما کر مصر میں جا گزین ہو گئے۔ مصر کا بادشاہ ان دنوں سافیون تھا۔ اور وہ بھی در اصل بابل کا باشندہ تھا حضرت ابراہیمؑ اور بی بی سارہ کی دربار شاہی تک رسائی ہوئی۔ بادشاہ مصر نے بی بی سارہ کو اپنے وطن کی خاتون اور ہمہ صفت موصوف پا کر اپنے لئے پسند کیا اور ارادہ کیا کہ کسی طرح انہیں حضرت ابراہیم سے چھین لیا جائے! لیکن بی بی سارہ کی عفت و عصمت اور پاکدامنی کی وجہ سے خدائے لایزال نے رقیون پر واضح اور ظاہر کر دیا کہ یہ خدا کے برگزیدہ نبی کی بیوی ہے اور انبیاء علیہم السلام کی ازواج مطہرات امہات المومنین ہوتی ہیں۔ ان کے بارے میں سوء ظنی یا انکی بے ادبی باعث عذاب الیم ہے! چنانچہ اس نظریہ کے ماتحت اپنے کئے پر متاسف ہوا اور حضرت ابراہیمؑ سے معذرت خواہ ہو کر معافی طلب کی اور ان سے نہایت قدر و منزلت، ادب و احترام سے پیش آنے لگا۔ اسی پر اکتفا نہ کی۔ بلکہ تلافی مافات۔ و کفارۂ نجات کے لئے اپنی چہیتی بیٹی، شہزادی ھاجرہ کو بطور خادمہ بی سارہ کی خدمت میں پیش کر دیا اور عرض کیا کہ یہ ناچیز تحفہ آپ کی خدمت میں ہبہ کرتا ہوں۔ آج سے آپ اسکی "مالکہ" اور یہ آپ کی کنیز ہیں۔ صحیحین کی متعدد حدیثوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ھاجرہ فرعون مصر کی بیٹی تھی جو بی بی سارہ کو ہبہ کی گئی! نیز ابی سلومر اسحاق جو ایک یہودی عالم تھا۔ وہ پیدائش ۱۶ کی تفسیر میں لکھتا ہے۔ کہ جب فرعون مصر نے نبی ابراہیمؑ کی کرامتوں کو دیکھا جو سارہ کی وجہ سے ظاہر ہوئی تھیں تو اس نے کہا کہ بہتر ہے میری بیٹی اس گھر میں خادمہ ہو کر رہے اس سے کہ دوسرے گھر میں ملکہ ہو جائے! ۔ نیز انگریزی بائبل میں سب مقامات پر 'میڈ' کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنے عربی میں جاریہ کے ہیں۔ یعنی بیٹی لونڈی کے لئے 'باؤنڈ' کا لفظ آتا ہے نہ کہ میڈ کا۔ سارہ کی خدمت میں پیش کرتے وقت کہدیا کہ یہ تمہاری خادمہ ہے۔ سے کہاں لازم آتا ہے کہ وہ تھی بھی لونڈی! علاوہ ازیں ھاجرہ کو صرف یہی شرف نہیں کہ وہ شاہ زادی ہیں۔ بلکہ خدا کے ہاں بھی ان کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ کتاب پیدائش $\frac{7 \text{ تا } 11}{16}$ و $\frac{17}{21}$ سے واضح ہوتا ہے کہ خدا کے فرشتے ہاجرہ کے سامنے خود آتے اور خدا کا پیغام انہیں پہنچایا کرتے تھے۔ مگر سارہ بی بی کے سامنے کوئی فرشتہ نہیں آیا کتاب پیدائش $\frac{18}{10}$ سے ثابت ہوتا ہے کہ اسحاقؑ کی جو بشارت بی بی سارہ کو ملی تھی وہ بوساطت حضرت ابراہیمؑ ملی تھی یا نہ کہ براہ راست!!

شہزادی ہاجرہ کی حضرت ابراہیمؑ سے شادی

بی بی سارہ کی عمر پچھتر (۷۵) سال سے تجاوز کر گئی ۔ ادھر حضرت ابراہیمؑ بھی نوّے سال کی عمر کو پہنچ گئے اور ہر دو کو بظاہر اولاد کی توقع نہ رہی۔ اس لئے بی بی سارہ نے اس خیال سے کہ شاید قدرت کاملہ اسی ذریعہ ہمیں اولاد عطا کر دے اور ہماری ذریت و اولاد کا نخل سرسبز و شاداب ہو جائے۔ سارہ نے اپنی خادمہ بی بی ہاجرہ اپنے شوہر حضرت ابراہیمؑ کو ہبہ کر دی اور اجازت دے دی کہ آپ ان سے نکاح کر لیں چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے بی بی ہاجرہ سے نکاح کر لیا اور تھوڑے ہی دنوں بعد بی بی ہاجرہ حاملہ ہو گئیں اور آپ کے

بطن سے پہلے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل ؑ پیدا ہوئے۔

حضرت اسماعیل ؑ نہ صرف اس وجہ سے کہ آپ بی بی سارہ کی جانب سے مایوس ہو جانے کے بعد پیدا ہوئے اور اکلوتے بیٹے تھے۔ بلکہ اس وجہ سے بھی کہ آپ کی ملاحت بھری آنکھوں۔ خداداد حسن۔ اور جو قدرتی نورِ پیشانی سے جلوہ گر ہو رہا تھا اور جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ خلیل اللہ ؑ کا بیٹا بھی اپنے زمانہ میں خلعت نبوت سے سرفراز ہو کر اُمت مسلمہ کا مقتدیٰ بنے گا! اپنے والد ہی کی توجہ اپنی طرف مبذول نہیں کر لی۔ بلکہ اپنی والدہ بی بی، ہاجرہ کو بھی ابراہیم کی خاص محبت اور مخصوص عنایت کا مورد بنا لیا۔ جو درحقیقت بی بی سارہ کی خادمہ اور موہوبہ تھیں! بدیں وجہ اب سارہ اور ہاجرہ کے جذبات میں قدرتی اور فطری تبدیلیاں شروع ہونے لگیں! جو بڑھتے بڑھتے حد ملال و رنجش تک پہنچ گئیں!

مقبولانِ بارگاہ ایزدی اور بزرگترین ہستیوں کے سینہ بے کینہ کے دلوں میں ایسے جذبات کا پایا جانا کوئی بڑی بات نہیں! کیونکہ جب انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، بشریت سے خالی نہیں تو اولیا و صلحاء کو خیالات بشری سے پاک کہہ دینا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے یہ باتیں لوازمات بشریت میں سے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ بی بی سارہ کو جو بھی کشیدگی بی بی ہاجرہ کی طرف سے ہوئی وہ محض باقتضائے بشریت تھی جو عام طور پر ایسے مواقع پر ایک عورت کو اپنی سوکن سے ہونی چاہیئے اور بشری قوت اس بارے میں عاجز ہے۔ اور سچ پوچھئے تو یہ سب کچھ قدرت کی کرشمہ سازی تھی۔ ابوالاثر حفیظ جالندھری (حفظہ اللہ) نے کیا خوب اس راز کو نبھایا ہے۔ فرماتے ہیں۔ ؎

جناب ہاجرہ تھیں دوسری بیوہ پیمبر کی
ملا فرزند اسماعیل انہیں خوبی مقدر کی!
ہوا سارہ کو رشک اس امر سے دل میں ملال آیا
نکل جائے یہاں سے ہاجرہ بس یہ خیال آیا
مشیت کو ادھر کچھ اور ہی منظور خاطر تھا۔
کہ نور احمدیؐ بچے کی پیشانی سے ظاہر تھا

(شاہنامہ اسلام)

الغرض یہ روز کی تو تکار اور کشمکش اس حد تک پہنچ گئی کہ بی بی سارہ نے اپنے شوہر حضرت ابراہیم کو اس امر پر مجبور کر دیا کہ ہاجرہ کو میری نظروں سے اوجھل کر دیا جائے! اور یہ دونوں ماں بیٹا ایسی جگہ جا کر چھوڑ دیئے جائیں۔ جہاں میرا ان کا بھی یکجا ہونا دشوار ہو جائے۔ خلیل اللہ ؑ کو حکم ایزدی کا انتظار تھا جو بالآخر بارگاہ لم یزل سے صادر ہو کر رہا ؎

ہوا ارشاد دونوں کو عرب کی سمت لیجاؤ
خدا کے آسرے پر وادیٔ بطحا میں چھوڑ آؤ

حکم ملتے ہی خلیل اللہ ؑ اپنی بیوی ہاجرہ اور شیرخوار بچے اسماعیل ؑ کو لے کر کنعان سے روانہ ہو گئے اور مسافت طے کرتے ہوئے ایک غیر آباد اور سنسان صحرا میں لا بٹھایا۔ جہاں کوسوں آدمی کیا بے آب و گیاہ ہونے کی وجہ سے کسی چرند یا پرند کا گزر بھی محض اتفاقیہ گاہ بگاہ ہوتا ہو۔

یہ لق و دق صحرا اور ہُو کا میدان وہی مقام ہے۔ جہاں اب (آپ ہی کے ہاتھوں کا بنا ہوا) خانہ کعبہ ہے۔ (زادہا اللہ شرفا و تعظیما) جو کل مخلوق خدا کی فرمانبردار و اطاعتگزار افراد کا مرجع و معبد بنا ہوا ہے! اور جس کی رونق و آبادی نے اس پچھلی وحشت ناک حالت کو نسیاً منسیاً کر دیا ہے۔ یہ لمبا چوڑا سنسان جنگل جس میں بی بی ہاجرہ اپنے ہونہار لختِ جگر کو چھاتی سے لگائے اتری تھیں۔ ایسا بھیانک اور خوفناک رقبہ تھا۔ جہاں تنہا رہنا بڑے دل جگر کا کام تھا ؎

یہ وادی جس میں وحشت بھی قدم دھرتی تھی ڈر ڈر کے
جہاں پھرتے تھے آوارہ تھپیڑے بادِ صرصر کے
یہ وادی جو بظاہر ساری دنیا سے نرالی تھی۔
یہی اک روز دینِ حق کا مرکز بننے والی تھی
یہ وادی! جسمیں سبزہ تھا۔ نہ پانی تھا نہ سایہ تھا
اسے آباد کر دینے کو ابراہیم ؑ آیا تھا
یہیں ننھے سے اسماعیل کو لا کر بسانا تھا
یہیں اپنی جبینوں سے خدا کا گھر بسانا تھا

حضرت ابراہیم ؑ نے بیوی بچے کو یہاں لا کر اتارا اور انہیں ریت پہ بٹھا کر اپنے محبت بھرے دل کو سنبھالا۔ اور نہایت صبر و استقلال سے ان پر رخصتی نظر ڈالی اور پھر آسمان کی طرف نگاہ کی اور بارگاہ ایزدی میں ہاتھ اٹھا کر بدیں الفاظ دعا مانگی۔

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ

(سورہ ابراہیم کی ۳۷ ویں آیت) ؎

کہ اے مالک عمل کو تابع ارشاد کرتا ہوں
میں بیوی اور بچے کو یہاں آباد کرتا ہوں
اسی سنسان وادی میں انہیں روزی کا ساماں دے
اسی بے برگ و سامانی کو شانِ صد بہاراں دے
اسی پر نسلِ اسماعیل بڑھ کر قوم ہو جائے
یہ قوم اک روز پابند صلوٰۃ و صوم ہو جائے
بشارت تیری سچی ہے، ترا وعدہ بھی سچا ہے
بس اب تو ہی محافظ ہے یہ بیوی ہے یہ بچہ ہے
پیمبر نے دعا کے بعد اس وادی سے رخ موڑا
جناب ہاجرہ کو اور بچے کو یہیں چھوڑا

ستّو اور چند چھواروں کی تھیلی۔ پانی کا چھوٹا سا مشکیزہ دے کر حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے رخصت ہونے لگے۔ تو بی بی ہاجرہ ؓ نے اپنے جانے والے شوہر کا دوڑ کر دامن پکڑ لیا اور نہایت حسرت انگیز اور دردناک لہجہ میں کہا کہ ہم لاچار اور بیکسوں کو تنہا کس پہ چھوڑے کہاں جا رہے ہو؟

خلیل اللہ ؑ کے دل پر ان الفاظ کا جو اثر ہوا ہوگا۔ اس کا اندازہ وہی طبیعتیں لگا سکتی ہیں جو صاحب اولاد ہونے کے علاوہ دردآشنا اور الم جدائی سے واقف ہوں لیکن ابراہیم ؑ کا دل وہ دل نہ تھا۔ جو اللہ جل شانہ کے حکم کے مقابلہ میں اپنی یا اپنے فرزند کی جان عزیز سمجھے یا بوقت امتحان و آزمائش۔ خوف و ہراس یا رنج و ملال کا اظہار کرے!

اس لئے آپ نے ان کے سوال کا جواب نہایت استقلال و خندہ پیشانی سے بدیں الفاظ دیا۔ ہاجرہ! میں تم کو اللہ جل شانہ کے سپرد کرتا ہوں۔ وہی تمہارا حافظ و ناصر ہے اور یہ خوب سمجھ لو کہ یہ سب کچھ جو میں کر رہا ہوں اسی کے حکم سے کر رہا ہوں۔ جس کے قبضۂ قدرت میں ہم سب کی جانیں ہیں۔

پاک طینت خاتون نے سن کر فوراً دامن چھوڑ دیا اور زبان حال سے گویا ہوئی!

جاؤ سدھارو میری جاں تم پہ خدا کی ہو اماں
بچھڑے ملیں گے پھر کبھی خالق نے گر دیا

اور حضرت ابراہیم ؑ فی امان اللہ فرما کر یہ کہتے ہوئے واپس سوئے وطن روانہ ہو گئے

آ ملیں گے تیرے کوچہ میں کبھی دل اور ہم
یار باقی ہے تو صحبت دل آرا باقی

جانے والے کو ہاجرہ کی نظریں ٹکٹکی باندھے دیکھتی رہیں اور جب بعد مسافت سے نظر عاجز آ گئی۔ اور خلیل جلیل نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ تو اب وہ تھکی ماندی نظر، شیرخوار دلبند پر مڑی جس کی بے بسی اور بیکسی کھلی ہوئی حیرت زدہ آنکھوں سے ظاہر ہو رہی تھی۔ ایک بچہ جو مجسّم نور کا پتلا۔ ماں کا نورِ نظر، باپ کا لخت جگر، خدا کا پیارا، نبی کا دلارا اپنی ماں کو حسرت بھری نگاہوں سے تک رہا ہے اور بے بس ماں ارمان بھری آنکھوں سے اسے دیکھ رہی ہے!

اب بی بی ہاجرہ کے چہرے پر اطمینان و سکون کے وہ آثار نمودار ہو چکے تھے جو اپنے خالق و مالک مہربان پروردگار پر جان فدا کرنے والے بندے کے چہرے پر بوقت شہادت نمودار ہونے چاہئیں۔ غرض بعد صبر و تحمل کے بی بی نے تھیلی کھولی اور چند چھوہارے نکال کر کھائے اور مشکیزے سے پانی لے کر سوکھے ہوئے ہونٹ کانٹوں پڑی خشک زبان تر کر کے بچے کو دودھ پلانے کے لئے چھاتی سے لگا لیا کہنے کو تو معمولی بات ہے۔ مگر درحقیقت پڑھنے سننے والے کا دل پارہ پارہ اور کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے۔ جبکہ اس کے تصور میں ایک مجبور اور بیکس عورت کا یہ سماں بندھا جاتا ہے کہ اپنے دودھ پیتے بچے کو گود میں لئے ہوئے ایسے وحشتناک اور سنسان جنگل میں تنہا بیٹھی ہو۔ جہاں انسیت و دلداری کے لئے نہ آدمی نہ آدم زاد۔ نہ چرند۔ نہ پرند۔ اور نہ غذا کے لئے کہیں گھاس کا پتہ اور نہ پانی کا قطرہ۔ اللہ اکبر۔ کس قدر قوی و مضبوط تھا وہ دل جو بی بی ہاجرہؓ کو عطا ہوا تھا۔ اور کس درجہ عظیم و عالی تھا۔ وہ ظرف جس میں اپنے حیّ و قیّوم پاک، خدا پر، اعتماد کی وجہ سے نہ خوف و ہراس کی گنجائش تھی اور نہ تکلیف و ہلاکت میں پڑ جانے والی زندگی کا فکر! اور نہ اپنے خاوند کی طرف سے کچھ میل یا کدورت و رنجش کا اثر ہے۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ع

چند روز گذرے تھے کہ تھیلی چھواروں سے خالی اور مشکیزہ پانی سے خشک ہو گیا! اور وہ وقت بہت جلد آن پہنچا کہ ہاجرہ کو کمر سے لگے ہوئے پیٹ اور پیاس کی وجہ سے سوکھے حلق نے تمام اعضائے جسم کو نڈھال اور بصارت کو کمزور کر دیا۔ ایسی حالت میں دودھ کہاں سے آئے کہ بھوک کے پیاسے بیتاب بچّے کو دو چار قطرے پلا کر بہلائے۔ آہ مجبور اور بے بس ماں نے حسرت بھری نگاہوں سے تڑپتے ہوئے بچے کو دیکھا اور گھبرا کر اس خیال سے منہ پھیر لیا کہ مصیبت زدہ بچے کی یہ دلفگار حالت شکستہ دل اور غموں کی ماری ماں کسی طرح اپنی آنکھوں سے نہ دیکھے۔ لیکن یہ بیچینی ایسی نہ تھی۔ کہ بچّے کی آنکھوں سے اوجھل ہو جانے سے کم ہو جاتی۔ ماں کی مامتا سے نہ رہا گیا۔ محبت و یاس بھری نگاہ نے پھر بچے کو دیکھا۔ گودی لیا۔ منہ چوما۔ گلے لگایا اور پھر ریتلی زمین پر لٹا دیا شیرخوار بچہ کے گورے اور نازک چہرے کا رنگ آناً فاناً متغیر ہوتا جا رہا تھا۔ اور بھوک پیاس کی بے تابی سے روتے روتے آواز پڑ گئی تھی۔ ہاجرہ کا بس نہ تھا کہ اپنے جسم کے خون کو پانی بنا کر ان خشک لبوں کو تر کر دیں۔ ان کا دل بلیوں اچھلتا اور کلیجہ منہ کو آتا تھا۔ وہ اپنے بچّے کی ناگفتہ بہ حالت دیکھ کر اس درجہ وارفتہ اور بیخود ہو گئیں کہ انہیں یہ بھی خبر نہ رہی کہ میں بھی بھوکی پیاسی اور آب و دانہ کی محتاج ہوں۔ وہ اپنے لخت جگر کو سسکتا تڑپتا ریتلی زمین پر ایڑیاں رگڑتا دیکھتیں اور درد و الم سے آنسو بہاتی جاتیں! آخر اس جان لیوا تکلیف کی تاب نہ لا کر اُٹھ کھڑی ہوئیں اور اس امید پر کہ شاید کہیں سے دو چار قطرے پانی مل جائے یا کوئی راہ رو مسافر نظر آ جائے اور اس کے زادِ راہ سے اس آخری وقت میں کچھ مدد پہنچے چلیں دو چار قدم پر صفا کی پہاڑی تھی۔ اس پر جا چڑھیں۔ دیکھا بھالا۔ دور دور تک نظر کی۔ مگر افسوس سوائے تپتے ہوئے صحرا کے سراب اور کچھ نظر نہ آیا۔ اسی پہاڑی کے بالمقابل آدھ میل کے فاصلہ پر دوسری پہاڑی مروہ نامی تھی۔ دوڑی دوڑی اس کی طرف چلیں جہاں بوجہ ناہمواری سطح زمین پستی آ گئی اور بچہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ وہاں اور تیزی سے بیقرار ہو کر دوڑیں اور مروہ پہاڑی پر چڑھ گئیں۔ ادھر اُدھر دیکھا۔ مگر سوائے ناکامی و محرومی کے کچھ نظر نہ آیا۔ واپس آئیں بچہ کو دیکھا۔ دیکھ کر پھر گئیں۔ دونوں پہاڑیوں کی بلندیوں پر بلند ہو کر خوب دیکھا بھالا۔ مگر پھر وہی آتشیں صحرا دکھائی نظر آیا۔ نہ پانی کا سراغ اور نہ کسی آدمی یا چرند پرند کا نشان! اسی طرح دونوں پہاڑیوں کے درمیان سات پھیرے مارے (خدائے کریم و رحیم کو یہ انکی (ہاجرہ) ادا پسند آئی اور تاقیامت اس کی ادائیگی کا حکم ہر اس انسان پر جو وہاں بغرض حج یا عمرہ جائے لازم کر دی۔ جب تک حاجی صاحبان اسی رنگ و روپ میں ان ہر دو پہاڑیوں کی سعی (طواف) نہ کر لیں۔ ان کا حج نامکمل ہے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا) طواف کا آخری چکر تھا۔ اور بی بی ہاجرہ کی آزمائشی مصیبت کا آخری لمحہ رب العالمین۔ رحمان و رحیم کا بحر رحمت جوش میں آیا، اسماعیلؑ زمین پر پڑے روتے ہوئے بیچینی سے ایڑیاں رگڑ رہے تھے تو قدرت کاملہ نے اسی گڑھے میں سے جو بوجہ ایڑیاں رگڑنے پڑ گیا تھا۔ ایک چشمۂ آب پیدا کر دیا اور صاف و شفاف پانی کا اس طرح فوارہ ابل پڑا جس طرح بی بی ہاجرہ کا کلیجہ اپنے بچے کی بیتابی سے کوہ مروہ پر اچھل رہا تھا۔ پیاری ماں اپنے پیارے بچے کو دیکھنے کیلئے حسب عادت اس طرف دوڑی آئی تو کیا دیکھا قریب آئیں تو یہ دیکھ کے ہوئے جبرئیل نے پایا انگوٹھا چوستے سامنے ہیں اسماعیل کو پایا ٹھٹھک کر رہ گئیں اک اور نظارہ نظر آیا قریب پائے اسمٰعیل فوارہ نظر آیا یہ پہلا معجزہ تھا پائے اسماعیل کمسن سے کہ چشمہ جسکے زمزم نام سے جاری ہے اس دن سے بجھائی سینہ سے پیاس بچے کو ملی راحت کھجوریں تھلے کی رکھ کر فرشتہ ہو گیا رخصت

باقی آئندہ

بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۱۲ سے آگے

سورہ اعراف ع ۴ پ ۸) (ترجمہ - کہہ دو اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہیں اور کس نے کھانے کی ستھری چیزیں (حرام کیں) کہہ دو دنیا کی زندگی میں یہ نعمتیں اصل میں ایمان والوں کے لئے ہیں - قیامت کے دن خالص انہیں کے لئے ہو جائینگی)

دنیا دار

اللہ اندھے ہیں - ان کو حلال حرام کی تمیز نہیں اس لئے حلال کے ساتھ حرام بھی کھا جاتے ہیں اللہ ھو کے پاک نام کی برکت سے پتہ چلتا ہے کہ هٰذَا حَلَالٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ - (ترجمہ - یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے) حرام خوری کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ ہو

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ اَوْلٰى بِهٖ (رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان) (باب الکسب و طلب الحلال - الفصل الثالث) -

(ترجمہ - حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حرام (مال) سے پرورش پانے والا گوشت جنت میں نہ داخل ہوگا - اور حرام (مال) سے پرورش پانے والا ہر گوشت اسی قابل ہے کہ دوزخ اس کو اپنے اندر سمیٹے) اس سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اللہ ھو کے پاک نام کی مشق کی جائے -

صحت روحانی

یہ جہان ہی ایسا ہے کہ یہاں انسان کی صحت روحانی بحال رہ ہی نہیں سکتی - جس طرح انسان ہزار کوشش کرے کہ میرے کپڑے میلے نہ ہونے پائیں لیکن ہوا میں مٹی کے ذرات ہیں - وہ بیساختہ آکر کپڑوں پر پڑتے ہیں - ان ذروں کا پتہ خوردبین سے ہی چل سکتا ہے - اسیطرح یہاں روحانیت پر بیساختہ دھبے لگتے رہتے ہیں - ایک بار شیشۂ قلب صاف ہونے کے بعد انسان ہزار احتیاط کرے کہ یہ میلا نہ ہونے پائے - یہاں میلاپن بیساختہ آتا ہے - ذکر الٰہی اور استغفار کرتے رہنے سے شیشۂ قلب میلا ہونے کے بعد صاف ہوتا رہے گا - جس طرح کپڑے پر چھینٹے پڑے صابن سے دھو ڈالے - کپڑا صاف ہو گیا - پھر مٹی وغیرہ کے دھبے پڑ گئے - پھر دھو ڈالے - پھر کپڑا صاف ہو گیا - روحانی صحت کا بھی یہی حال ہے - پہلے بحال تھی - ذرا بے احتیاطی کی بگڑ گئی - ذکر الٰہی اور استغفار کیا - پھر بحال ہو گئی - اگر صحت روحانی کے بگڑنے کا احساس بھی نہ ہو تو حرام کھانے سے آہستہ آہستہ سارا دل سیاہ ہو جائے گا - پھر نہ یاد الٰہی اور نہ استغفار کرنے کی توفیق ہوگی - خود بھی بے دین ہوگا - اور بیوی بچے بھی بے دین رہیں گے - مرنے کے بعد سب کی قبریں جہنم کا گڑھا بن جائینگی - حرام خوری کی زد کہاں پڑتی ہے - آپ خود اندازہ کیجئے کہ اللہ ھو کے پاک نام کی کتنی ضرورت ہے - اللہ ھو کے پاک نام کی برکت سے دنیا اور آخرت دونوں سنور جاتی ہیں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اللہ ھو کے پاک نام کی برکت سے حلال اور حرام کی تمیز عطا فرمائے - آمین یا الٰہ العالمین

ضروری اعلان

مندرجہ ذیل تاریخوں کے پرچے ختم ہو چکے ہیں - جن ایجنٹ حضرات کے پاس یہ پرچے موجود ہوں - وہ دفتر میں بھجوا دیں - اور ان کی قیمت بل سے وضع کر لیں - اگر خریدار حضرات کے پاس ہوں اور وہ ان کو اپنی فائل کیلئے درکار نہ ہوں تو وہ بھی دفتر میں بھجوا دیں ان کی مناسب قیمت ٹکٹوں کی صورت میں بھجوا دی جائے گی یا ان کے حساب میں جمع کر لی جائے گی

۲ جنوری ۱۹۵۹ء — ۹ جنوری ۱۹۵۹ء
۳۰ جنوری ۱۹۵۹ء — ۶ فروری ۱۹۵۹ء
۲۰ فروری ۱۹۵۹ء — ۱۳ مارچ ۱۹۵۹ء
یکم اگست ۱۹۵۹ء — ۸ اگست ۱۹۵۹ء
۱۵ اگست ۱۹۵۹ء — ۲۶ ستمبر ۱۹۵۹ء
۲۵ جولائی ۱۹۵۹ء

منیجر خدام الدین لاہور

قسوارۃ اللہ صاحب مرحوم جالندھری کے ورثاء متوجہ ہوں

مشہور تبلیغی کارکن قسوارۃ اللہ صاحب بقضائے ایزدی فوت ہو گئے ہیں اور جامع مسجد کوئٹہ میں مرحوم کو سپرد خاک کر دیا گیا ہے انا للہ و انا الیہ راجعون - عامۃ المسلمین سے عموماً اور تبلیغی جماعت سے خصوصاً درخواست ہے کہ وہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرماویں - مرحوم کے پسماندگان میں سے دو لڑکے مسمیان عتیق احمد و رفیق احمد لاہور کے کسی کالج میں تعلیم پا رہے ہیں - ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ مرحوم کی کوئی چیز میرے پاس بطور امانت موجود ہے - اگر یہ سطور ان کی نظر سے گزریں یا کسی کو صاحبزادگان کا پتہ معلوم ہو تو مجھ سے خط و کتابت کریں -

امیر علی خیر المدارس ملتان شہر

صاحبزادہ محترم مولانا اسعد صاحب کو صدمہ

صاحبزادہ محترم مولانا اسعد صاحب جو ان دنوں حج کیلئے تشریف لے گئے ہیں - انکی غیر حاضری میں ان کی خورد سال بچی حسانہ جو کچھ عرصہ سے علیل تھی - افسوس ہے کہ ۱۶ ذیقعدہ شنبہ کے روز عصر کے وقت اس کا انتقال ہو گیا

انا للہ و انا الیہ راجعون

ادارہ خدام الدین لاہور صاحبزادہ موصوف کے غم میں برابر کا شریک ہوتے ہوئے تعزیت پیش کرتا ہے - اور اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہے کہ مرحومہ کو والدین کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے - اور انہیں صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے

بچوں کا صفحہ

حضرت سلمان فارسیؓ

عبید الرحمٰن منشی فاضل
ہائی اسکول اسلام آباد
منشی فاضل

حضرت سلمانؓ صحابہ کرام کے اُس مخصوص زمرہ میں تھے۔ جن کو بارگاہ نبوی میں خاص تقرب حاصل تھا۔ مخصوص صحابہ کرامؓ کے علاوہ کم ایسے لوگ تھے جو بارگاہ نبوت کی پذیرائی میں حضرت سلمانؓ کی ہمسری کر سکتے ہوں۔ غزوہ خندق کے موقعہ پر مہاجرین اور انصار علیحدہ علیحدہ جمع ہوئے تو مہاجرین کہتے تھے کہ سلمانؓ ہمارے زمرہ میں ہیں۔ انصار کہتے تھے کہ ہماری جماعت میں ہیں۔

انسؓ بن مالک فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے۔ عمارؓ، علیؓ، سلمانؓ کی۔

زہد اور تقویٰ:۔ ان کا زہد اور تقویٰ اس حد تک پہنچ گیا تھا۔ جس کے بعد رہبانیت کی حد شروع ہوتی ہے۔ آپ نے عمر بھر کوئی گھر نہیں بنایا۔

جہاں کہیں دیوار یا درخت کا سایہ ملتا پڑ رہتے۔ ایک شخص نے اجازت چاہی کہ میں آپ کے لئے مکان بنواؤں۔ فرمایا مجھ کو اس کی حاجت نہیں ہے۔ وہ بار بار اصرار کرتا رہا آپ انکار فرماتے رہے۔ آخر اس نے کہا کہ آپ کی مرضی کے مطابق بنوا دوں۔ فرمایا مجھ کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر فرمایا کیسا۔ تو اس نے عرض کیا کہ اتنا مختصر کہ کھڑے ہوں تو سر چھت سے مل جائے۔ اگر لیٹیں تو پاؤں دیواروں سے لگیں۔ فرمایا خیر اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ چنانچہ اس نے ایک جھونپڑی بنا دی۔

جب آپ امارت کے عہدہ پر ممتاز تھے اور تیس ہزار نفوس پر حکومت کرتے تھے۔

اس وقت بھی آپ کے پاس صرف ایک ہی عبا تھی۔ جس میں لکڑیاں جمع کرتے تھے اور اس کا آدھا حصہ بچھاتے اور آدھا اوڑھتے تھے۔

سادگی:۔ حضرت سلمانؓ سادگی کا مجسم نمونہ تھے۔ مدائن کی امارت کے زمانہ میں جبکہ شان و شوکت اور خدم و حشم اور جاہ و جلال کے تمام لوازم ان کے لئے مہیا تھے۔ اس وقت بھی ان کی سادگی میں کوئی فرق نہ آیا لباس میں ایک عبا اور ایک اونچا پاجامہ ہوتا تھا۔ ان کے بال گھنے اور کان لمبے تھے۔ ایک مرتبہ آپ اسی امارت کے زمانہ میں اس شان و شوکت سے نکلے کہ سواری میں بلا زین کا گدھا تھا۔ لباس میں ایک تنگ اور چھوٹی سی قمیص تھی۔ ٹانگیں کھلی تھیں اس ہیئت کذائی کو دیکھ کر بچے آپ کے پیچھے لگ گئے۔ لوگوں نے یہ طوفان بدتمیزی دیکھا تو ڈانٹ کر ان کو ہٹایا کہ امیر کا پیچھا کیوں کرتے ہو۔ ایک مرتبہ ایک فوجی دستے کی سرداری سپرد ہوئی۔ فوجی امارت کی شان و شوکت کا تو ذکر کیا۔ یہاں معمولی سپاہی کی بھی وضع نہ تھی۔ چنانچہ فوجی جوان ان کو دیکھ کر ہنستے اور کہتے کہ یہی امیر ہے۔ اس غیر معمولی سادگی کی وجہ سے لوگوں کو ان پر اکثر مزدور کا دھوکہ ہو جایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک حبشی نے جانور کے لئے چارہ خریدا حضرت سلمانؓ پاس کھڑے تھے۔ تو اس نے کہا کہ چارہ گھر تک پہنچا دو وہ اٹھا کر لے چلے۔ راستے میں لوگوں نے دیکھا تو کہنے لگے لائیے ہم پہنچا دیں گے۔ یہ دیکھ کر حبشی نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سلمانؓ ہیں۔ وہ سُن کر بہت نادم ہوا۔ اور کہا کہ آپ تکلیف نہ کیجئے آپ نے فرمایا اس میں مجھے نیت کا ثواب ملتا ہے۔ اب اس بوجھ کو بغیر پہنچائے نیچے نہیں رکھ سکتا۔

فضل و کمال:۔ حضرت سلمانؓ کے دن کا بیشتر حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزرتا تھا۔ اس لئے قدرتاً آپ علوم و معارف نبوی سے کافی بہرہ ور ہوئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے آپ کے مبلغ علم کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا ان کو علم اول اور علم آخر سب کا علم تھا۔ وہ ہمارے اہل بیت میں تھے۔ علم اوّل سے مراد کتب سابقہ کا علم اور علم آخر سے قرآن پاک کا علم ہے۔

زریں اقوال:۔ ایک مرتبہ دجلہ کے کنارے جانے کا اتفاق ہوا۔ ایک شاگرد بھی ساتھ تھا۔ حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ گھوڑے کو پانی پلا لاؤ۔ اس نے ارشاد کی تکمیل کی۔ آپ نے فرمایا خوب اچھی طرح پلاؤ۔ جب وہ سیراب ہو گیا تو شاگرد سے مخاطب ہو کر سلمانؓ نے فرمایا۔ کیا اس گھوڑے کے پینے سے دجلہ میں کمی واقعہ ہوئی ہے۔ اس نے کہا جی نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا علم کی مثال ایسی ہے چاہے جتنا خرچ کرو۔ کم نہیں ہوتا۔ فرمایا علم بہت وسیع ہے اور عمر تھوڑی ہے۔ بقدر علم دین اسے حاصل کر لو اور ساری دنیا کے علوم کے پیچھے نہ پڑو۔ فرمایا مومن کی مثال ایک مریض کی ہے اس کے پاس طبیب موجود ہے۔ مریض کو بُری خوراک سے منع کرتا ہے۔ اچھی خوراک کی اجازت دیتا ہے۔ اس طرح مومن کی بُری خوراک معاصی ہیں خدا تعالیٰ معاصی سے منع فرماتے ہیں۔ اچھی خوراک اطاعات ہیں۔

فرمایا تین چیزیں مجھے اس قدر غمگین کرتی ہیں کہ میں رو دیتا ہوں ۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی ۲۔ قبر کا عذاب ۳۔ قیامت کا خطرہ

آخری وقت:۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں بیمار پڑے۔ ایک روز سعد ابن ابی وقاصؓ عیادت کو گئے تو سلیمانؓ رونے لگے۔ سعدؓ نے پوچھا۔ رونے کا کونسا مقام ہے۔ آنحضرتؐ ہمیشہ آپ سے خوش رہے۔ آپ ان سے حوض کوثر پر ملیں گے۔ فرمایا خدا کی قسم موت سے نہیں گھبراتا۔ رونا یہ ہے کہ حضورؐ سے ہم نے یہ عہد کر رکھا تھا۔ کہ ایک مسافر کی زاد راہ سے ہم زیادہ نہیں رکھیں گے۔ لیکن میرے گرد اس قدر سانپ (مال) جمع ہیں۔ حالانکہ سارا سامان ایک بڑا پیالہ۔ ایک لگن اور مصلےٰ تھا ٭

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوھان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی ... ... تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

جواب دو قرآن کے متعلق مولینا شمس الحق صاحب افغانی

سابق وزیر معارف شرعیہ قلات کی رائے

احقر نے محترم میر مولا بخش طلازائی کی تنقیدی تصنیف التبیان کا مطالعہ کیا۔ یہ کتاب غلام جیلانی برق کی کتاب دو قرآن پر ناقدانہ تبصرہ ہے۔ دو قرآن اور اسی نوعیت کی دوسری کتابوں کا اصلی محرک یورپ زدہ طبقہ کی وہ فکری غلامی اور ذہنی مرعوبیت ہے جو ان کو اپنے آقایانِ فرنگ کی تعلیم و تربیت اور سیاسی اقتدار کے اثر سے ورثہ میں ملی ہے ایسی تصانیف سے وہ حضرات اسلام یا قرآن کو موم کی ناک بنا کر دینِ اسلام کی خودی اور تشخص کو فنا کرنا چاہتے ہیں تاکہ دینِ یورپ کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ وہ چونکہ بزدل ہیں اس لئے عوام میں قرآن کا صاف انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ اس لئے انہوں نے قرآن اور اسلام کی سیزدہ صدسالہ تاریخ اور مفہوم کے برخلاف اپنی طرف سے قرآن کی ایسی جدید تشریح و تفسیر کرنا مناسب سمجھا۔ جس کی وجہ سے یورپی تہذیب کو قرآن اور اسلام کا نام دیا جا سکے۔ اسی مقصد کی راہ میں چونکہ علماء اسلام اور حاملان قرآن و سنت کی وہ تمام مساعی سدِ راہ تھیں جو آغاز اسلام سے لے کر آج تک انہوں نے حفاظت دین کیلئے کی ہیں اس لئے سب سے پہلے انہوں نے علماء اسلام پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا جس کا بہترین جواب زیر تقریظ کتاب میں ناقابل انکار تاریخی حقائق کی شکل میں دیا گیا ہے۔ دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ اس کتاب کو مصنف کیلئے سرمایہ سعادت اور افراد ملت کیلئے نافع بنائے۔

شمس الحق افغانی وزیر معارف شرعیہ قلات۔ بلوچستان

کتاب جواب دو قرآن مجلد صفحات ۹۶ قیمت ۲ روپے مکتبہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے طلب فرمائیں

مخیر حضرات کیلئے زرّیں موقعہ

مدرسہ انوار الاسلام عرصہ گیارہ برس سے نفیس دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔ فی الحال تقریباً چار سو طلباء و طالبات۔ مدرسین کی نگرانی میں علم حاصل کر رہے ہیں۔ خاص کر درجہ حفظ قرآن عظیم کو جداگانہ اہمیت حاصل ہے جو کہ اس وقت ۷۰ طلباء و طالبات ترتیل اور تجوید کے ساتھ قرآن مجید حفظ کر رہے ہیں اور اس دوران میں کثیر تعداد طلباء سند حاصل کر کے حفظ قرآن پاک سے فارغ ہو چکے ہیں۔ حدیث۔ تفسیر۔ فقہ۔ صرف و نحو۔ فارسی۔ ناظرہ کے حسن و تعلیم کے باوجود وقت کے تقاضہ کو دیکھ کر پرائمری تعلیم بھی جماعت چہارم تک رکھی گئی ہے اور ۴۰ طلباء کے خورد و نوش اور بود و باش اور ان کے اخراجات ضروریہ کا انتظام سب مدرسہ ہذا سے ہی کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ سب کام بہت چھوٹی اور تنگ جگہ میں سر انجام دیا جاتا ہے۔ جس سے تعلیم میں دشواری ہوتی ہے اور بیٹھنے کی سخت تکلیف ہے۔ ایسی حالت میں مدرسہ ہذا کے لئے عمارت کی سخت ضرورت ہے۔ جس کی تعمیر کے لئے کوئی فنڈ نہیں ہے۔ لہذا جملہ مسلمانان سے اپیل ہے کہ اس کار خیر کی طرف حسبتہً للہ توجہ فرما دیں۔ اگر اور معلومات حاصل کرنا چاہیں تو ذریعہ خط و کتابت یا خود تشریف لا کر حاصل کر لیں۔

نوٹ۔ یہ مدرسہ حکومت سے منظور شدہ ہے اور چندہ دینے والے حضرات کی رقم انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہے

الداعی الی الخیر
(مولانا) محمد باقی عفی عنہ مہتمم مدرسہ انوار الاسلام بکرا پیڑی کراچی

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ لاہور سے شائع ہوا۔